ماہنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۳	صفر المظفر ۱۴۲۸ھ / مارچ ۲۰۰۷ء	جلد : ۱

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مدیر	مدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے.........سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات.....سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش............. سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ.......................... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ.................................سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوار مدینہ 2-7914 مسلم کمرشل بنک

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 5330311 - 42 - 092

خانقاہ حامدیہ : 5330310 - 42 - 092

فون/فیکس : 7703662 - 42 - 092

رہائش "بیت الحمد" : 7726702 - 42 - 092

موبائل : 4249301 - 333 - 092

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ	۵
ملفوظات شیخ الاسلام ؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی ؒ	۱۱
آغازِ دورِ فتن	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب ؒ	۱۸
ربیع الاول اور مسلمانوں کا طرزِ عمل	حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب ؒ	۳۰
سلام بحضور خیر الانام ﷺ	حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحب	۳۳
شوہر سے متعلق عورتوں کی کوتاہیاں	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی ؒ	۳۴
حضرت فاطمہ ؓ کے مناقب	حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی ؒ	۳۷
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۱
اجماعِ اُمت اور قیاس شرعی کے منکر	جناب پروفیسر میاں محمد افضل صاحب	۴۷
یہودی خباثتیں	جناب عبداللہ التل صاحب	۵۱
دینی مسائل		۵۷
عالمی خبریں		۶۰
اخبار الجامعہ		۶۳

آپ کی مدتِ خریداری ماہ .... ختم ہوگئی ہے

آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ .... روپے جلد اِرسال فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم امابعد !

۱۹ رفروری کو نئی دہلی سے لاہور آنے والی ''سمجھوتہ ایکسپریس'' کی دو بوگیوں میں پانی پت کے قریب دورانِ سفر پُر اسرار دھماکوں کے بعد آگ لگ گئی جس کے نتیجہ میں عورتوں، بچوں سمیت ۶۸ افراد آگ سے جھلس کر جان بحق ہوگئے جبکہ ۵۰ سے زائد زخمی ہوگئے۔ اِس المناک حادثہ میں پاکستان کے طول وعرض سے تعلق رکھنے والے مختلف افراد کی شہادت کا اَثر پورے ملک پر پڑا اور ہر سنجیدہ سوچ رکھنے والا شخص اِس حادثہ پر رنجیدہ ہوگیا۔

ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ حکمران اور پوری قوم اِس حادثہ کا شکار ہونے والے خاندانوں کے غم میں شریک ہوکر اُن کا غم ہلکا کرتے۔ مگر اِس موقع پر حکمرانوں کی زیر سر پرستی پوری قوم نے جس بے حسی کا مظاہرہ کیا ہے اُس کی مثالیں کم ہی مل پائیں گی۔ ہندوستان سے مسخ شدہ لاشوں اور زخمیوں کو پاکستان لائے جانے کا سلسلہ کئی روز جاری رہ کر ابھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ ۲۴، ۲۵ رفروری کو سرکاری سر پرستی میں ''بسنت میلہ'' بڑی دُھوم دھام سے منایا گیا اور اَخبارات میں سنجیدہ حلقوں کی جانب سے ہونے والے اس مطالبہ کو یکسر نظر انداز کر دیا گیا کہ اِس سوگوار ماحول میں اپنے ہم وطن متاثرہ خاندانوں کے جذبات کا لحاظ پاس کرتے ہوئے اِس سرکاری ہلڑ بازی کو ملتوی کر دیا جائے۔

میرے ایک عزیز نے اِن ہی دِنوں پی ٹی وی پر ہونے والے ایک مذاکرہ کا تذکرہ کیا جس میں گزشتہ برسوں میں گلے پر ڈور پھرنے سے ذبح ہونے والے معصوم بچوں کے والدین اور لاہور میں بسنت کی سرگرمیوں کے سرپرست ناظم لاہور میاں عامر بھی موجود تھے۔ غمگین ماں باپ بسنت مخالفت کے ساتھ ساتھ میاں عامر کی طرف اِشارہ کر کے برملا یہ بات کہہ رہے تھے کہ یہی ہمارے بچوں کے قاتل ہیں جبکہ میاں عامر نے پوری ڈھٹائی سے کام لیتے ہوئے اُن کے زخموں پر نمک پاشی کی اور کہا کہ یہ خوشیوں بھرا تہوار ہم ہر قیمت پر منائیں گے اور چند لوگوں کو پیش آنے والے نقصان کو اِس میں رُکاوٹ نہیں بننے دیں گے۔

حکمرانوں کی اِس سنگدلی کی ایک وجہ خود عوام الناس کی بے حسی بھی ہے جو اِس ہندوانہ ہلڑ بازی کی خاطر ہر حد پھلانگنے کو تیار ہیں۔ اپنے ہی ہم وطنوں کے ساتھ اِس درجہ بے رحمی اور سنگدلی کا مظاہرہ جب قومی سطح پر سرکاری سرپرستی میں ہونے لگ جائے تو جان لینا چاہیے کہ ظلم معاشرہ میں رَچ بس گیا ہے بلکہ قومی مزاج بن چکا ہے اور مظلومیت اِس درجہ بے بس ہوگئی ہے کہ دُہائی بھی نہیں دے سکتی۔ آخرت کی پیشی اور خوفِ خدا دِلوں سے رُخصت ہو چکا ہے۔ نہ جانے اِس قوم کا کیا حشر ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے اور شیطان کی پیروی ترک کر کے اپنے احکامات پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

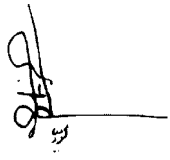

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے (ادارہ)

مولای صل وسلم دائماً ابدا　**درسِ حدیث**　علی حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

متبع سنت اور متقی عالم کا درجہ سب سے بڑا ہے
علم کا صحیح استعمال تقوے کی بدولت ہوتا ہے
حضرت معاذ بن جبلؓ اور ہدیہ کی رقم میں احتیاط

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

کیسٹ نمبر۵۲ سائیڈ اے (۱۹۸۵-۱۰-۴)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین اما بعد !

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ایسے صحابی ہیں کہ جو تعلیم حاصل کرتے کرتے اِس درجے کو پہنچ گئے تھے کہ اُنہیں رسول اللہ ﷺ نے فیصلہ کرنے کا حق دیا، قاضی ہونے کا حق دیا اور اُن سے دریافت کیا کہ (فیصلے) کیسے کرو گے؟ تو اُنہوں نے جو طریقہ بتلایا اُسے آپ نے پسند فرمایا کہ ٹھیک ہے یہ۔ آپ نے اجازت دی اُس کی۔ کچھ صحابہ کرامؓ ہیں ایسے کہ جنہیں جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی موجودگی میں اجازت دی ہے کہ اجتہاد کر سکتے ہیں وہ، فتوے دے سکتے ہیں۔ یہ بھی اُنہی میں سے ایک صحابی ہیں کہ جنہیں اجتہاد کی بھی اجازت دی۔

تو پہلے پہل تو کچھ ایسے تھا کہ صحابہؓ کو معلومات تھوڑی تھیں تو ایک دفعہ ایک واقعہ پر رسول اللہ ﷺ خفا بھی ہوئے اِن سے کہ نماز لمبی کر دی اِنہوں نے اور ایک آدمی تھا نماز میں شامل، وہ کہیں سے

اُونٹنیاں لایا ہوا تھا اَب اُس نے سوچا کہ اگر اِن کے پیچھے میں نماز پڑھوں گا تو نماز تو بہت لمبی ہوگی تو بعض روایتوں میں ہے کہ سورۂ بقرہ شروع کردی۔ سورۂ بقرہ تو لمبی سورت ہے۔ اُس میں تو پھر اُس کو بہت وقت دینا پڑتا ہے۔ تو اُس نے نیت توڑی اور الگ نماز پوری کر کے چلا گیا۔ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو پتا چلا کہ فلاں آدمی نے ایسے کیا ہے تو یہ اپنے ذہن میں خفا ہوئے کہ یہ اُس نے اچھا نہیں کیا۔ اُن صحابی نے جو نیت توڑ کر گئے تھے، رسول اللہ ﷺ کو پورا واقعہ بتلایا۔

باجماعت نماز مختصر ہونی چاہیے :

پھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو بُلا کر خفگی کا اظہار فرمایا کہ تم لوگوں کو ایک طرح سے آزمائش میں ڈال رہے ہو، فَاتِنٌ یا فَتَّانٌ کہ فتنے میں ڈالتے ہو [۱] کہ وہ نماز پڑھیں یا نماز توڑیں۔ تو ایسے نہ کرو بلکہ جو نماز پڑھاتا ہے اُس کے لیے فلاں نماز میں فلاں سورتیں، فلاں نماز میں فلاں سورتیں مناسب ہیں، وہ ہلکی سورتیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ خود نماز میں خیال رکھا کرتے تھے کہ جماعت کے ساتھ جو نماز ہو وہ ہلکی ہو۔ اور اِرشاد فرماتے ہیں کہ ایسے ہوتا ہے کبھی کبھی کہ میں اِرادہ کرتا ہوں کہ میں نماز لمبی کروں لیکن مجھے آواز آجاتی ہے کسی بچے کے رونے کی تو میں سوچتا ہوں کہ جتنی دیر نماز جاری رہے گی بچہ روتا رہے گا، ماں پریشان ہوتی رہے گی تو میں نماز مختصر کر دیتا ہوں۔ [۲]

ایک صحابی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ جیسی نماز کہ وہ مختصر بھی ہوتی تھی مکمل بھی ہوتی تھی ایسی نماز میں نے نہیں دیکھی [۳] یعنی بہت ہی تعریف کی۔ تو اصل بات جو ہے وہ یہی ہے کہ مجمع کو دیکھا جائے، لوگوں کی مصروفیات کو دیکھا جائے۔ یہ حج کے زمانے میں جو مجمع بہت زیادہ ہوتا ہے تو اُن میں تو وہ تین آیتیں دو آیتیں پڑھ کر رکوع کر دیتے ہیں۔ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ سے پڑھتے ہیں آدھا رکوع، پھر رکوع کر دیتے ہیں۔ پھر لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا سے آگے پڑھتے ہیں تو اَب دُوسرا رکوع کرتے ہیں۔ اِتنی مختصر فجر کی نماز کیونکہ مجمع بہت زیادہ ہوتا ہے۔ وہ پانچ چھ لاکھ مجمع ہوتا ہے یا اِس سے بھی زیادہ۔ تو اِتنے بڑے مجمعے کو آنے میں، رہنے میں، رَش میں دِقت ہوتی ہے، وہ اُس کا لحاظ پورا رکھتے ہیں۔ تو جب تک آدمی کو مسئلہ معلوم نہ ہو تو وہ یہی سوچے گا کہ لمبی نماز پڑھنی چاہیے، لمبی نماز زیادہ اچھی ہے مگر ہر جگہ نہیں بتائی گئی

---

[۱] بخاری شریف ص ۹۷ [۲] بخاری شریف ص ۹۸ [۳] بخاری شریف ص ۹۸

لمبی نماز۔ سفر میں مختصر نماز بتائی گئی ہے اور سفر میں رعایت بھی دے دی کہ اگر تین دن کا سفر ہے یا زیادہ کا تو پھر وہ ظہر، عصر، عشاء، چار کی بجائے دو پڑھ لے اور سنتیں معاف فرمادیں، وتر بس پڑھ لے۔ ہاں اگر کسی کا دل چاہتا ہے تو پڑھ لے سنتیں بھی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو مسئلہ بتایا تو گویا ابتدا میں حالت تو یہ تھی کہ جیسے اُستاد کو سمجھانا، خفا ہونا، ڈانٹ ڈپٹ اِن کی نوبت آتی ہے ایسے گویا نوبت آتی رہی۔ اُس کے بعد اِن کے تعلیم حاصل کرنے کا یہ حال ہوا کہ یہ قابلِ تعریف ہو گئے۔

علمی ترقی کے بعد مقام :

اور جنابِ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ اَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ حلال و حرام کو سب سے زیادہ پہچاننے والا اتم میں معاذ بن جبلؓ ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ کے اِشارے پر چلتے تھے اور تمام چیزیں نوٹ کرتے رہتے تھے۔ صحابہ کرامؓ کی حالت یہی تھی۔ تو اِس وجہ سے بہت جلدی چند سال میں ہی ایسا درجہ اُنہوں نے حاصل کرلیا کہ وہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کے نزدیک بھی قاضی بنانے کے قابل ہو گئے اور اِنہیں قاضی بنا کر بھیجا۔

اِن کو یمن بھیجنے کی وجہ :

اِن کے واقعات میں ہے کہ اصل میں یہ مقروض تھے، پریشانِ حال تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اِن کو وہاں بھیج دیا کہ یہ وہاں سے خراج وغیرہ بھی وصول کریں۔ جاتے وقت اِنہیں جب رُخصت فرمایا تو رسول اللہ ﷺ ساتھ ساتھ روانہ کرنے کے لیے چلے، نصیحتیں بھی فرمائیں۔

حاکم کو کافر رَعیت کے بارے میں بھی ہدایت :

اُن میں ایک نصیحت یہ تھی کہ اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ مظلوم کی بددُعاء سے بچتے رہنا فَاِنَّہٗ لَیْسَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ اللّٰہِ حِجَابٌ اُس مظلوم کی بددُعاء اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا، بہت جلدی قبول ہوتی ہے۔ اَب مظلوم کون تھے وہی جو رعایا تھی۔ اُس میں مسلمان کم تھے غیر مسلم زیادہ تھے اُس وقت تک۔ مگر کسی کے اُوپر بھی ظلم رَوا نہیں رکھا شریعت نے، چاہے وہ مسلمان ہو چاہے غیر مسلم۔ یہی چیزیں دیکھ کر لوگ مسلمان ہوتے گئے ہیں اَب تک۔ کہ اِن کے یہاں اِس قدر انصاف ہے، عدل ہے تو اُنہیں یہ نصیحت

فرمائی اور دیگر نصیحتیں بھی اِرشاد فرمائیں۔ اور یہ فرمایا کہ تم آؤ گے تو مجھے شاید نہ پاؤ اِس دُنیا میں اور یہاں تم مسجد اور میری قبر پاؤ گے، تو اِس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بہت زیادہ روئے، بہرحال وہ چلے گئے۔ واپس جب آئے ہیں تو ابوبکرؓ کا دَور شروع ہو چکا تھا اور یہ آئے اور اِنہوں نے آکر وہاں سب حساب دے دیا۔

ہدیہ کی رقم، تقوٰی و احتیاط :

اُس میں کچھ رقم ایسی بنتی تھی کہ جو رقم اِن کو لوگوں نے ہدیۃً دی تھی۔ اِنہوں نے کہا کہ یہ رقم مجھے لوگوں نے دی ہے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تو کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں۔ آپ جس کام کے لیے گئے تھے اُس کام کے حساب سے جو آپ کا حق بنتا ہے وہ آپ لے لیں اور باقی جو لوگوں نے دیا ہے آپ کو، وہ آپ نہیں لے سکتے، نہیں رکھ سکتے۔ کیونکہ وہاں تک جانا سفر کر کے پہنچنا وغیرہ وغیرہ یہ سب حکومت کی وجہ سے ہوا ہے۔ تو جو کچھ آپ کو ملا ہے وہ حکومت کو دیں، بیت المال میں جمع کرائیں۔ لیکن چونکہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کچھ نہیں کہا، اِس لیے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے وہ رقم رکھ لی، وہ چیزیں رکھ لیں اور یہ بھی اُنہوں نے کہا کہ آپ کو پتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جو بھیجا تھا تو آپ کا مقصد تھا میری مالی اِمداد کرنا۔ یہ پریشانیاں جو مالی ہیں اِن میں مجھے سہارا لگ جائے تو بھیجا اِس لیے تھا تو اِس واسطے یہ وہ رقمیں ہیں جو لوگوں نے مجھے دیں، ہدیۃً دیں، واقف کاروں نے دیں۔ یہاں سے گئے ہوئے صحابہ کرامؓ نے دی ہوں، کوئی بھی صورت ہو سکتی ہے۔

خواب میں اِشارہ اور خوفِ خدا :

پھر ایسے ہوا کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا۔ خواب میں یہ دیکھا کہ جیسے کہ کہیں وہ ڈوب رہے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِن کو بچایا۔ بس اِس خواب کا اُنہوں نے یہ اَثر لیا اور یہ تعبیر لی کہ یہ رُوپیہ جو ہے میرے لیے دُرست نہیں ہے۔ وہاں آئے، آکر وہ رقم جمع کروادی بیت المال میں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دے دی، پیش کر دی۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ لے لی، بات ختم ہوگئی۔

حضرت عمرؓ کا بہترین مشورہ :

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اَب اگر آپ چاہیں تو اِن کو اپنی طرف سے، بیت المال کی

طرف سے بطورِ انعام، بطورِ امداد جیسے چاہیں وہ رقم دے دیں۔ تو اُنہوں نے اِسی طرح سے کیا، بعد میں وہ رقم دے دی۔ بہر حال یہ تبدیلی ہوگئی اُس رقم کی ایک طرح سے کہ وہ بیت المال میں داخل ہوگئی پھر بعد میں وہاں سے لی ہے تو بطورِ اعانت ملی ہے، وہ ٹھیک ہے۔ یہ وہ نہیں رہی رقم جو وہ وہاں سے وصول کر کے لائے تھے۔

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں شام میں تھے جہاد میں حضرتِ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی حیات میں، وہاں وباء پھیلی طاعون کی، اُس میں اِن کو بھی طاعون ہوا۔ تو اِن سے پوچھا شاگردوں نے کہ ہم کس سے علم حاصل کریں گے؟ کس سے پڑھیں جا کر۔ اِنہوں نے نصیحت کی اور کہا کہ دیکھو چار آدمیوں سے پڑھو، چار آدمی ہیں ایسے۔ ایک تو شام میں ہی ہیں ابودرداء رضی اللہ عنہ اور ایک سلمانِ فارسی رضی اللہ عنہ اور ایک ابن مسعود رضی اللہ عنہ۔ ہوسکتا ہے کہ اُس وقت یہ سارے کے سارے وہیں ہوں کیونکہ جہاد کا سلسلہ جاری تھا شام میں، اور ہوسکتا ہے اِن میں سے کچھ ایسے ہوں جو اُس سمت نہ ہوں کسی اور جانب ہوں اور عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے بھی **اَلَّذِیْ کَانَ یَھُوْدِیًّا فَاَسْلَمَ** جو یہودی تھے اور مسلمان ہوگئے۔

انتہائی اہم بات :

اِس میں ایک بات آتی ہے اُن کی کہی ہوئی جو مجھے بہت عجیب لگی اور بہت اچھی اور صحیح ہے۔ بات یہ ہے کہ فقط عالم ہونا یا بڑا عالم ہونا، بڑے سے بڑا عالم ہونا یہ کوئی دلیل نہیں کہ اُس کی اِقتداء کی جائے، پیروی کی جائے بلکہ دلیل ہے تقوی کہ وہ کس میں زیادہ ہے۔ اگر تقوی نہیں ہوگا تو وہ بڑا اور بڑے سے بڑا جو عالم ہے وہ اپنے علم کا استعمال غلط کرتا ہے اور اگر تقویٰ ہوگا تو وہ عالم چاہے اُتنا بڑا نہ ہو لیکن علم کا استعمال غلط طرح کبھی نہیں کرے گا۔ تو اِنہوں نے ایک بات کہی ہے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں اِسی میں۔ اِنہیں یہ نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اُس آدمی یعنی عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے بھی علم حاصل کرو جو یہودی تھے اور مسلمان ہوگئے۔ کیونکہ میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے کہ **فَاِنَّہٗ عَاشِرُ عَشْرَۃٍ فِی الْجَنَّۃِ** یہ بھی دس جو ہیں جنتی اُن میں سے یہ دسویں ہیں۔

تو اُن کی فضیلت کی وجہ اور لائق اتباع اور لائق تعلّم اور علم کس سے حاصل کیا جائے اُس کے لائق تر اُن کو سمجھا ہے کہ جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے تعریفی کلمے سن لیے تھے اور جنت میں جانا یا دسواں آدمی ہونا جنت میں، یہ علم پر موقوف نہیں ہے بلکہ یہ ایمان پر موقوف ہے۔ کس میں قوتِ ایمانی زیادہ

ہے، تقوی کس میں زیادہ ہے، عمل کس میں زیادہ ہے، خدا کا مقرب کون زیادہ ہے، زیادہ عالم ہونے پر نہیں۔ تو اگر سوچا جائے تو یہ سمجھ میں آتا ہے کہ اُنہوں نے علماء تو کئی گِنا دیے اور ایک کی وجہ جو بتا رہے ہیں وہ یہ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تعریف فرمائی ہے، باقیوں سے تو لوگ واقف تھے لیکن عبداللہ بن سلامؓ کے بارے میں کیونکہ وہ یہودی رہ چکے تھے پھر مسلمان ہوئے تھے اِس واسطے تردُّد جیسا ہوتا ہوگا کچھ۔ مگر اُنہوں نے کہا، نہیں بلکہ میں نے سنا ہے رسول اللہ ﷺ سے کہ وہ جنت میں جائیں گے۔ تو جنتی ہونے کی بشارت جناب رسول اللہ ﷺ نے اُس کی دی ہے کہ جس کے عمل خدا کے یہاں مقبول ہیں اور وہ خدا کا محبوب ہے اور اللہ کو پسند ہے۔ تو اِس طرح سے اُنہوں نے وجہ جو بتائی ہے وہ وجہ وہ ہے جو تقوے والی ہے۔ تو اَب جو ٹھوکریں کھاتے ہیں لوگ، مضمون نگاری ہو یا کوئی چیز ہو، حوالے ہوں، یہ چیزیں بالکل نہیں دیکھی جاسکتیں، عمل دیکھا جاسکتا ہے۔

اتباعِ سنت اور تقوی اصل چیزیں ہیں :

اور عمل میں کیا ہے آپ کو کیسے پتا چلے کہ صحیح عمل کیا ہے، غلط کیا ہے؟ تو وہ اتباعِ سنت ہے۔ یہ دیکھ لیں آپ کہ یہ سنت کی پیروی کتنی کرتا ہے اور سنت سے ہٹا ہوا کتنا ہے تو پتا چل جائے گا۔ اگر وہ سنت پر ہے تو متقی بھی ہے اور عالم بھی ہے، وہ صحیح بھی ہے، لائقِ اتباع ہے۔ اور اگر سنت سے ہٹا ہوا ہے وہ خود، تو پھر وہ لائقِ اتباع نہیں رہتا، وہ قابلِ اعتبار نہیں رہتا، وہ مستند نہیں۔ چاہے اُس نے دُنیاوی ڈگریاں حاصل کر رکھی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت میں اِن حضرات کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعا................

قسط : ۳

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

سیاسیات :

☆ موجودہ تحریک میں غیر مسلم کو طریقِ جنگ میں قائد بنایا گیا ہے، نفسِ جنگ میں نہیں۔ جنگ تو حسبِ نصوصِ شریعہ واجب وفرض تھی ہی جیسے مسجد بنانے میں، بیماری کو دُور کرنے میں غیر مسلم کو قائد بنایا جاتا ہے۔ آیت میں وَلی (اور) دوست بنانے کی ممانعت ہے۔ یہ لفظ بمعنی محبوب یا ناصر ہے۔ اِن سے دِلی دوستی کو آیت میں منع کیا گیا ہے یا اِن سے مناصرت طلب کرنا منع کیا گیا ہے؟ وہ اور چیز ہے اور اشتراک عمل اور چیز ہے۔

☆ سیاسیات صرف فلسفیات سے انجام نہیں پاتیں بلکہ تاریخ بھی اُن کے واسطے ضروری ہے، مجبوریتیں اُسی اَھْوَنُ الْبَلِیَّتَیْن کی طرف کھینچ کر لاتی ہیں اور لائی ہیں۔ مذہبِ اسلام بھی احوال کی بناء پر احکام کو بدلتا ہے۔ احوال گرد و پیش سے چشم پوشی ہلاکت اور خودکشی ہے۔ آج ہم تشدد پر اگر قادر ہوتے تو کہا جاسکتا کہ مسلم اقلیت اپنے مقاصد میں کامیاب ہوجائے گی۔

☆ (75 فیصد) تمام ہندوستان میں غیر مسلم ہیں اور 25 فیصد مسلمان ہیں۔ علاوہ تفریق ظاہری و باطنی کے اِن کی خواہشات اور ڈیوائڈ اینڈ رُول (Divide And Rule) نے وہ تشتت پیدا کیا ہے کہ الامان والحفیظ۔ پھر اِن پر اُن کا فقر و فاقہ، اَفلاس و اِنعدام اسلحہ وغیرہ اور بھی اِن کو بے بس کیے ہوئے ہیں۔ مگر اِس پر بھی علماء نے بار بار اَز منہ سابقہ میں کامیابی کی انتہائی کوشش کی مگر سوائے ناکامی کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ حضرت سید احمد شہید اور حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہما نے کچھ نہیں کیا مگر کیا ہوا؟ 1957ء میں حاجی امداداللہ صاحب اور مولانا نانوتوی اور مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہم نے کیا کیا نہیں کیا مگر کیا ہاتھ آیا؟ 1914ء میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کیا نہیں کیا مگر کیا پیش آیا؟

☆ یہ بالکل غلط ہے کہ جمعیۃ علماء نے غیر مسلم کو قائد اور امام بنایا ہے۔ وہ مستقل اِدارہ جو بات بھی کانگریس اور دیگر سیاسی جماعتیں اختیار کرتی ہیں اُس کو جمعیت کے اَرباب حل وعقد اپنی مشعل ہدایت کے سامنے لاکر جو قرآن وحدیث وفقہ ہی سے بنی ہوئی ہے غور وفکر کرتے ہیں اور غیر صحیح کو رَد کردیتے ہیں۔

☆ اگر امامت کے یہی معنٰی ہیں اور غیر مسلم کی امامت مسلمانوں کے لیے ناجائز اور حرام ہے تو میونسپل بورڈوں، ڈسٹرکٹ بورڈوں وغیرہ میں مسلمانوں کی شرکت ہندوستان میں بالکل حرام ہونی چاہیے۔ کیونکہ اکثر اِن سب کا پریذیڈنٹ اور سیکرٹری غیر مسلم ہوتا ہے، علی ہٰذا القیاس جملہ شعبہائے حکومت کو خواہ فوجی ہو یا انتظامی، علمی ہو یا صنعتی، مالی ہوں یا تجارتی وغیرہ وغیرہ سب کی ملازمت بہرنوع ممنوع اور حرام ہوگی۔

نیز اگر غیر مسلم کی امامتِ محرمہ کے یہی معنی ہیں جو کہ مودودی صاحب بتلارہے ہیں تو آپ ہی بتلائیے کہ غیر مسلم ڈاکٹر کا معالجہ، غیر مسلم انجینئر اور معمار کی تعمیر، غیر مسلم منتظم کی انتظامی کارروائیاں، اِس کی قیادت کے ماتحت سب کی سب ناجائز ہوتی ہیں۔ کیا اِن سب کو قلم تحریم سے لکھ کر ممانعت کے حکم سے فنا کیا جاسکتا ہے اور اگر ایسا ہے تو اِس ملک میں فلاح وبہبودی کی کیا صورت ہوگی؟

☆ میرے محترم! نماز جیسی قطعی اور لازمی چیز بھی احوال سے متبدل ہوتی رہتی ہے۔ حالت سفر اور حالت اقامت کی نمازوں میں کس قدر تفاوت ہے۔ حالتِ صحت اور حالتِ مرض کی نمازوں میں کتنا بون بعید ہے۔ معذور اور غیر معذور کی نمازوں میں کس قدر فرق ہے؟ اَحوال کے تبدل سے روزہ، زکوٰۃ، حج، وضو وغیرہ سب ہی متبدل ہوتے رہتے ہیں۔ کیا آپ آج ہندوستان میں حکومت الٰہیہ کا حکم رجم زانی کے لیے، قطعِ ید سارق کے لیے، اَسی کوڑوں کا حکم شراب خور اور قاذف کے لیے، قصاص اور دَیت کا حکم قاتل کے لیے، قطعِ اَیدی واَرجُل کا حکم قزاقوں اور باغیوں کے لیے جو کہ قرآن میں منصوص ہیں جاری کریں گے؟ اور کیا اِس دارُالحرب میں جاری ہو سکتے ہیں؟

☆ مدینہ منورہ میں پہنچ کر جنابِ رسول اللہ ﷺ نے یہودِ مدینہ سے حلف کیا اور مشرکین سے جنگ جاری رکھی۔ حدیبیہ میں مشرکین سے صلح کی اور یہود سے جنگ کی۔ کیا اِن (واقعات) میں ہمارے لیے روشنی نہیں ہے۔ ہم ہرگز اِس کو رَوا نہیں رکھتے کہ احکامِ شریعت میں ادنیٰ سا بھی تغیر کیا جائے اور کسی غیر مسلم یا مسلم کی قیادت کے ماتحت کوئی بھی شرعی حکم چھوڑا یا بدلا جائے اور اِسی وجہ سے جمعیۃ علماء کا قیام ہر زمانہ میں

ضروری اور لازم سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے لیے واجب جانتے ہیں کہ اس کی ہدایت پر عمل کریں۔

☆ مسلم جماعتوں کا اختلاف خود رائی اور خود غرضی، نفس پروری اور خود بینی اور عدمِ اتباعِ شریعت اور حکومتِ وقت کی تفرقہ اندازی، لیڈروں کی ہوس اِقتدار کی وجہ سے ہے جس کو تجربہ ہی سے بھانپا جاسکتا ہے۔ افسوس ہے کہ اخلاص وللّٰہیت بہت ہی کم یا عنقا ہے۔ دعوے بہت ہیں، الفاظ بہت زیادہ ہیں، حقیقت اور معنٰی تقریبًا مفقود ہیں، بھولے بھالے لوگ دھوکہ میں آئے ہوئے ہیں۔

☆ حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم سے ہمارا سیاسی اختلاف ہے اور بہت زیادہ اختلاف ہے مگر وہ جزئیات اور فروعِ اسلامک لاء جن کو سیاسیات سے تعلق نہیں ہے اُن میں اِن کا قول قابل اعتماد ہوگا۔

☆ میرے محترم! میں اِس میدان میں دُنیا کے لیے نہیں اُترا ہوں، میں جہاد بالکفار سمجھ رہا ہوں اور دین و اسلام کے لیے اِس لڑائی میں داخل ہوں۔ غیر مسلموں کے ساتھ محض اشتراکِ عمل ہے جس طرح چند مسافر ایک ریل کے ڈبہ میں سوار ہوجاتے ہیں اور دہلی کا ٹکٹ لیتے ہیں۔ کوئی دہلی میں دین پڑھنے کے لیے جارہے ہیں، کوئی دُنیاوی علوم حاصل کرنے کے لیے، کوئی تجارت کے لیے، کوئی دوسرے مقاصد کے لیے مگر ہر ایک چاہتا ہے کہ یہ گاڑی تیز چلے اور سفر اور اُس کی ضروریات میں سب شریک اور کوشاں ہوتے ہیں۔

☆ حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے مکتوبات میرے پاس بالکل نہیں ہیں۔ میں پہلی جنگ عمومی میں مالٹا میں قید ہوگیا۔ ترکی حکومت نے جملہ قلمی کاغذات ضائع کردیئے۔

☆ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک میں راجہ مہندر پرتاپ کو حکومت کا پریذیڈنٹ تسلیم کرنا حضرت شیخ الہندؒ کے مشورہ اور حکم سے نہیں ہوا وہ تو اُس وقت مالٹا میں اسیر تھے۔ ثانیًا ایسا کرنا بھی ماحول کی ہی بنا پر تھا جس کو یہ حضرات مشاہدہ کررہے ہیں۔ یہ پریذیڈنٹی (صدارت) ہمیشگی کی نہ تھی بلکہ حکومتِ موقتہ (عارضی حکومت) کی تھی۔

☆ بہرحال کانگریس مستقل طریقہ پر قوت حاکمہ بھی ہوجائے گی تو یقینًا غیر اسلامی حکومت ہی ہوگی جس طرح انگریزی حکومت تھی۔ فرق فقط منافع ملک وقوم کا ہوگا اور اَهْوَنُ الْبَلِیَّتَیْن کی بنا پر ہمارے فرائض ہوں گے۔

☆ جبکہ یہ حکومت ہمارے اختیار سے نہیں ہے، ملک دارُالاسلام نہیں ہے تو یہ سوالات بے موقع ہیں، ہمارا شریک ہونا اضطراری ہے اختیاری نہیں۔ ہماری استطاعت اگر اسلامی حکومت قائم کرنے کی ہوتی تو ہم اُسی کی کوشش کرتے۔ ہمارے دماغ اِس سے خالی نہیں ہیں۔ درجہ بدرجہ چلنا ضروریاتِ عقلیہ شرعیہ میں سے ہے۔ مَالَا یُدْرَکُ کُلُّہٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّہٗ .

☆ جو حسن ظن آپ نے لیگ کے متعلق قائم فرمایا ہے خدا کرے وہ واقعیت کا درجہ حاصل کرے مگر میں قطعی طور پر مایوس ہوں۔ میں اِس میں داخل ہو کر سال بھر تک کام کر چکا ہوں۔

اَنَا مَالیگ جَرَّبْھَا لَبِیْبٌ فَاِنِّیْ قَدْ اَکَلْتُھُمْ وِفَاقاً
فَلَمْ اَرَ وُدَّھُمْ اِلَّا خِدَاعًا وَلَمْ اَرَ دِیْنَھُمْ اِلَّا نِفَاقًا

☆ خدا بے نیاز ہے اُس کو کسی کی پروا نہیں۔ مساجد کو گرجا بنواتا ہے، جب چاہتا ہے خانہ کعبہ میں بت پرستی کراتا ہے۔ اپنے جاں نثاروں کو خون کے آنسو رُلاتا ہے، آروں سے چرواتا ہے، آگ میں جلواتا ہے، اُس کو دُنیا و مافیہا کی حاجت نہیں مگر ہم نالائق بندے اُس کے محتاج ہیں۔ اُس کا وعدہ ہے کہ اِس دین کی آخر تک حفاظت کروں گا اِس لیے ہم کو پوری اُمید ہے کہ وہ اپنے دین کی حفاظت کرے گا اور انشاء اللہ ضرور ہی کرے گا۔

☆ ہم کمزور ہیں، ہم میں اتفاق نہیں، ہم ہتھیار نہیں رکھتے، ہم مال نہیں رکھتے۔ ہمارا دُشمن قوی ہے، اُس کے پاس ہر قسم کا سامان ہے۔ ہم کو اُسے سیدھا کرنا اور اُس سے بدلہ لینا ضروری ہے مگر ہمیشہ مقابلہ سمجھ اور طاقت کے ساتھ کرنا ہوتا ہے۔ یہی طریقہ قرآن و حدیث اور آنحضرت ﷺ نے بتایا ہے۔

☆ لوگوں میں سپہ گری پھیلاؤ، بانک، پٹہ، لکڑی، تلوار، گھوڑے کی سواری وغیرہ جو ہمارے بزرگوں کا طریقہ تھا جس کا تمام شریف خاندان کے لوگ سیکھنا فخر سمجھتے تھے اُس کی طرف لوگوں کو ترغیب دیں۔ کم از کم روزانہ ایک آدھ گھنٹہ اگر یہ عمل جاری رہے تو ہم خرما و ہم ثواب کا کام دے جسمانی صحت حاصل ہو۔ ایک فن ہاتھ میں رہے، وقت بے وقت کام آئے، اپنی اور مال و اَولاد کی حفاظت ہو۔

☆ جو کام مجمع کے اور بڑے بڑے ہوتے ہیں اُن میں غلط فہمیاں بہت زیادہ ہوتی ہیں۔ ہم کو اِس وقت ملنے اور ملانے کی زیادہ ضرورت ہے۔ متوسط طریقے پر کوشش جاری رہے، نرمی اور خوش کلامی

میں فرق نہ ہو۔

☆ ہم ضعیف ہیں مگر انشاء اللہ العزیز پلیگ کے کیڑے ہو کر گورنمنٹ کے موجودہ طریقہ اور جماعت کو وباء میں مبتلا کر کے ڈھائی گھڑی کی لگا دیں گے۔

پڑا فلک کو ابھی دِل جلوں سے کام نہیں جلا کے خاک نہ کروں تو داغؔ نام نہیں

☆ مسلمانوں کی ہر قسم کی کمزوریاں اور اِنتشار اُن کی ترقی سے مانع ہی نہیں بلکہ اُن کو ایک ایسے میدان کی طرف دھکیل رہا ہے جس میں سوائے ہلاکت کے کوئی دُوسری صورت موجود نہیں ہے۔ دُوسری قومیں نہایت تیزی سے اپنی جتھابندی کرتی ہوئی گامزن ہیں اور ترقی کے ہر میدان میں ہر طرح بڑھتی جا رہی ہیں بلکہ مسلمانوں کے لیے ہر قسم کی خلاف کوشش کرتی ہوئی سَدِّرَاہْ ہیں۔

☆ مسلمانوں کی جان و مال، عزت و آبرو کی حفاظت کے لیے ہر قوم اور ہر محلّہ میں ایسے نوجوانوں کی باقاعدہ منظّم جماعت ہونی چاہیے جو کہ ہر طرح حفاظت اور دیگر قومی خدمات کو باقاعدہ انجام دے سکے۔ چونکہ ہمسایہ قومیں بہت زیادہ جتھابندی کر رہی ہیں اور چھیڑ چھاڑ کرتی ہوئی مسلمانوں پر حملہ آور ہو رہی ہیں اِس لیے مسلمانوں کی یہ تنظیم اور بھی زیادہ ضروری ہے۔

☆ میں نے کسی جگہ کتاب مذکور (نقشِ حیات جلد ثانی) میں اِس سیکولر اسٹیٹ کو دارُالاسلام نہیں لکھا ہے، نہ جمہور کے قول پر اور نہ حضرت شاہ صاحب کے قول پر۔ پھر میں نہیں سمجھتا کہ آپ کا یہ اعتراض کس طرح وَارد ہوتا ہے؟

☆ مولانا اشرف علی صاحب زید مجدہم کے خیال سے اِن اُمور میں صرف میں ہی مخالف نہیں ہوں بلکہ حضرت مولانا شیخ الہند قدس اللہ سرہ' العزیز بھی خلاف تھے۔ خلافت کی تمام تحریک میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ شریک ہونا، جدو جہد کرنا ضروری اور واجب سمجھتے تھے اور مولانا تھانویؒ اِس کو فتنہ و فساد اور حرام سمجھتے رہے۔ میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا ادنیٰ خادم اور اُن کی رائے کا متبع ہوں۔ باوجود اِس اختلاف کے میں مولانا تھانویؒ کا دُشمن نہیں۔ اُن کی بے ادبی نہیں کرتا اور اُن کو بڑا اور بزرگ جانتا ہوں۔ میرا خیال یہ ہے کہ مولانا اس اَمر میں غلطی پر ہیں۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے علاوہ کوئی معصوم نہیں۔

☆ رُوئے زمین پر اور ہندوستان میں سب سے بڑا دُشمن اسلام انگریز ہے۔ اُس نے جس قدر

اسلام کو برباد کیا ہے اور کررہا ہے اور کرنے کی قوت رکھتا ہے۔ دُنیا بھر میں اِس قوم کے علاوہ اور کسی ملک نے نہیں کیا۔ ہندو کی دُشمنی اُس کی دُشمنی کے سامنے ایسی ہے جیسا ذرہ پہاڑ کے مقابل ہوتا ہے اِس لیے انگریز کی مدد اور حمایت کرنا کسی حال میں دُرست اور جائز نہیں، سخت حرام ہے۔

☆ ہندو اگر جنگِ آزادی کررہے ہیں تو محض ملکی ضروریات کی بنا پر مگر ہمارے لیے تو ملک، دین، سیاست، فقر و فاقہ وغیرہ سب اِسی کے متقاضی ہیں۔ ہندو اگر ہمارا خون چوسنا چاہتا ہے اور اِس کے بعد بھی چین سے نہیں بیٹھ سکتا تو انگریز تقریبًا تین سو برس سے ہمارا خون چوس رہا ہے اور باوجود ہر طرح سے ہر ملک میں فنا کردینے کے آج بھی اُس کو چین نہیں آیا۔ آج بھی علاوہ ہندوستان کے فلسطین اور سرحد ہم کو قتل و غارت کرتا ہے، ہندوؤں کو بھی اُسی نے ہمارا دُشمن بنایا۔ انگریز سے پہلے ہندوستان میں اِس قدر نفرت نہ تھی۔

☆ مسلمانوں کو غیر مسلموں کی رعایا بن کر رہنا چاہیے **لَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا** .

☆ یہ دارُالاسلام تھا۔ انگریزوں نے ہجوم کر کے دارُالحرب بنایا۔ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اِن کو نکالیں۔

☆ مجھ کو اگر دُنیا اور مال کی فریفتگی ہوتی یا اَب ہو تو آج میں کم از کم سات آٹھ سو روپے ماہوار پاتا ہوتا اور ایک یا کئی کوٹھیوں کا مالک ہوتا۔ مجھ پر صدارتِ تدریس اور پرنسپلی کے عہدے مدارس عالیہ سلہٹ اور کلکتہ، ڈھاکہ وغیرہ میں پیش کیے گئے۔ اَولین تنخواہ 50 روپے پیش کی گئی 25 روپے کا اضافہ سالانہ تجویز کیا گیا مگر میں یہاں پڑا ہوں۔

☆ جو حالت ملک کی اور بے اطمینانی اور اضطراب وغیرہ کی پیش آرہی ہے سب ہی جگہ درپیش ہے۔ قضا و قدر کی کارسازیوں میں کیا چارہ ہے؟ **مَا اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ** . (الأية)

☆ میں اَب بھی جمعیۃ علماء ہند کا ممبر ہوں جیسا کہ مالٹا کی واپسی کے بعد سے تھا اور ویسا ہی جمعیۃ کا خادم ہوں جیسا کہ سالہا سال سے چلا آرہا ہوں۔ میں حسبِ طاقت و ضرورت جمعیۃ علماء ہند کی خدمات انجام دے رہا ہوں اور مسلمانانِ ہند کے لیے ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ فرداً فرداً جمعیۃ علماء ہند کے ممبر بنیں

اور اُس کی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے مسلمانوں کی تقویت اور بہبودی کا ذریعہ ہوں۔

☆ جو اُمور ڈاکٹر خان، عبدالغفار خان، یونس خان کے متعلق جناب نے ذکر فرمائے یقیناً موجبِ صد ہزار افسوس ہیں مگر ذرا اُدھر بھی نظر ڈالیے خود قائد اعظم نے سول میرج پر 1917ء میں یا اُس کے قریب اپنا نکاح ایک پارسی لڑکی سے کیا۔ پھر اُن کی بیٹی نے 1937ء میں سول میرج پر ایک عیسائی کے ساتھ اپنا نکاح بمبئی میں گرجا میں کیا اور نکاح کے قبل پونہ میں چھ ماہ یا اِس سے زائد بغیر نکاح کے ایک ہوٹل میں دونوں مجتمع ہو کر کورٹ شپ کرتے رہے۔ علیٰ ہذا القیاس اور بھی چند زعمائے لیگ کے واقعات ہو چکے ہیں۔

حضرت شیخ الاسلام رحمہ اللہ کا ایک مکتوب

صدرِ جمہوریہ ہند کے نام

بحضورِ جناب فیض مآب صدرِ جمہوریہ دَامَ اِقْبَالُکُمْ

بعد از آداب عرض آنکہ اگرچہ اَب تک مجھ کو باقاعدہ کوئی اطلاع نہیں دی گئی مگر اخباروں میں شائع شدہ اطلاعات سے معلوم ہوا کہ جناب نے پدم وبھوشن نمبر 2 کے تمغہ سے بنا بر صدارت جمعیۃ علماء ہند اور خدمات علمیہ دارُالعلوم دیوبند اور جدوجہد آزادیٔ وطن میری عزت افزائی فرمائی ہے۔(اگر واقعہ صحیح ہے) تو میں آپ کی اِس قدر دانی اور عزت افزائی کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوا عرض رَسا ہوں کہ چونکہ ایسا تمغہ میرے نزدیک پبلک کی نگاہوں میں بے لوث آزاد خادمانِ ملک وملت کی آزادی رائے اور اظہارِ حق کو مجروح کرنا اور قومی حکومت کی صحیح اور سچی راہنمائی کے لیے ایک قسم کی رُکاوٹ ہے اور چونکہ یہ امر میرے اسلاف کرام مرحومین کے طریقے اور وضع کے خلاف بھی ہے اِس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ بصد شکریہ اِس تمغہ کو واپس کر دوں۔

ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہٗ

2 ستمبر 1954ء

✡ ✡ ✡

سلسلہ نمبر ۲۶ قسط : ۳ ، آخری

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (ادارہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آغازِ دَورِ فتن

☆ ۳۳ھ ظہورِ فتنہ :

اِس سال امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ نے قراء کوفہ کے ایک گروہ کو صوبہ بدر کر کے شام بھیج دیا۔ جس کا سبب یہ ہوا کہ اِن قاریوں نے سعید بن عامر کی مجلس میں بہت بُری باتیں کیں۔ اُنہوں نے حضرت عثمانؓ سے درخواست کی کہ اِن لوگوں کو یہاں سے شام بھجوا دیں (جلاوطن کر دیں)۔

حضرت عثمانؓ نے امیر شام حضرت معاویہ ؓ کو تحریر فرمایا کہ قراء کوفہ جلاوطن کر کے تمہارے پاس بھیجے جارہے ہیں اُنہیں ٹھہراؤ، اُن کا اکرام کرو اور اُن سے اُلفت سے پیش آؤ فَاَنْزِلْهُمْ وَاَكْرِمْهُمْ وَتَاَلَّفْهُمْ. جب یہ لوگ آئے تو حضرت معاویہؓ نے اِنہیں ٹھہرایا، اکرام کیا اُن کے ساتھ ایک نشست (میٹنگ) رکھی۔ اُنہیں وعظ کیا، نصیحت فرمائی کہ جماعت کی پیروی کریں اور الگ ہٹ کر دُور ہو کر رہنے کا جو اِرادہ کر رہے ہیں وہ چھوڑ دیں۔ اِس کے جواب میں اُن کی طرف سے گفتگو کرنے والے شخص نے جو جواب دیا اُس میں بدمزگی تھی، بہت برا جواب تھا جو حضرت معاویہؓ نے اپنی حلیمانہ طبیعت کی وجہ سے برداشت کر لیا۔ حضرت معاویہؓ نے جوابی گفتگو میں قریش پر اُن کے اعتراض کا جواب دیا اور قریش کی تعریف کی اور جناب رسول اللہ ﷺ کی تعریف میں بیان جاری رکھا۔

حضرت معاویہؓ نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ :

> تم لوگ عرب ہو، تمہارے پاس زبان بھی ہے سنان (تلوار) بھی۔ تم نے اسلام ہی کی وجہ سے یہ شرف حاصل کیا ہے کہ تمام اقوام پر تم غالب آ گئے۔ اُن کے مرتبے اُن کی میراث تمہیں مل گئی۔ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم لوگ قریش پر معترض ہو اور اگر قریش نہ ہوں تو تم پھر سے اُسی طرح ذلیل ہو جاؤ جیسے پہلے تھے۔ تمہارے امام (حکام و خلیفہ) تمہارے لیے ڈھال ہیں۔ تم اپنی ڈھال کو مت رَوکو (ناکارہ نہ کرو) آج تو تمہارے حکام تمہاری زیادتی برداشت کرتے ہیں اور تمہاری ذمہ داریاں اُٹھاتے ہیں، تم اُس بات سے رُک جاؤ جو تم نے شروع کی ہے۔ (محبّ الدین علی العواصم عن الطبری ص ۱۲۰)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ اور اِن کی اصلاح کی سعی فرمائی لیکن وہ اور سرکشی اختیار کرتے گئے، تلخی ہی بڑھتی گئی۔ اُس وقت حضرت معاویہؓ نے اِنہیں اپنے شہر شام کے صوبہ ہی سے نکل جانے کا حکم دے دیا تاکہ کم سمجھ عوام کے ذہن کو خراب نہ کریں، اُن کی گفتگو میں اندر سے جو بات نکل کر آتی تھی وہ قریش پر اعتراضات کی تھی کہ قریش کو جو کرنا چاہیے وہ نہیں کر رہے۔ دین کی مضبوطی اور مفسدین کے قلع قمع کرنے میں کوتاہی کر رہے ہیں۔ ایسی باتوں سے اُن کا مقصد عیب جوئی اور لوگوں کی نظر میں درجہ گھٹانا اور تحقیر تھا۔ (البدایہ ج ۷ ص ۱۶۵)

یہ حضرت عثمان اور سعید بن العاص کو بہت برا کہتے تھے۔ یہ نو یا دس آدمی تھے۔ اِن میں کمیل بن زیاد، اشتر نخعی جس کا نام مالک (بن زید) تھا، ابن الکواء یشکری، ثابت بن قیس بن منقع نخعی، جُنْدُب بن زُہیر الغامدی، جندب بن کعب الازدی، عُرْوَة بن الجعد البارقی، صعصعہ کے ساتھ اُس کا بھائی زید بن صوحان بھی تھا اور ایک صحابی عمرو بن الحمق الخزاعی کا نام بھی لکھا ہے کہ وہ بھی اِن کے ساتھ تھے۔ (محبّ الدین علی العواصم ص ۱۲۰)

جن حضرات کے یہ نام ہیں اُن میں سے جن لوگوں کے حالاتِ زندگی معتبر کتابوں میں مل سکے ہیں وہ تحریر کر رہا ہوں تاکہ یہ اندازہ کرنا آسان ہو جائے کہ یہ لوگ خود کیا تھے اور کس طرح مبتلاء فتنہ ہو گئے تھے کیونکہ اِن میں صحابہؓ بھی ہیں۔

☆ عبداللہ بن بُدیل رضی اللہ عنہ :

یہ صحابی ہیں۔ اِن کو اور اِن کے بھائی محمد بن بدیل کو جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنا پیغام دے کر اہلِ یمن کے پاس بھیجا تھا۔ وَھُمَا رَسُوْلَا رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلٰی اَھْلِ الْیَمَنِ.

وَکَانَ النَّبِیُّ ﷺ کَتَبَ اِلٰی اَبِیْھِمَا بُدَیْلِ بْنِ وَرْقَآءَ وَرَدَا فِیْ عَسْکَرِ عَلِیٍّ حِیْنَ سَارَ اِلٰی صِفِّیْنَ. (تاریخ خطیب بغدادی ج ۱ ص ۲۰۴)

اور جناب رسول اللہ ﷺ نے اِن کے والد حضرت بدیل بن ورقاء کے نام والا نامہ تحریر فرمایا تھا۔ یہ مدائن (بغداد کے علاقہ) میں اُس وقت آئے تھے جب (بصرہ سے) حضرت علیؓ صفین روانہ ہوئے۔

☆ جُنْدُبُ الْخَیْرِ الْاَزْدِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ

جُنْدُبُ الْخَیْرِ الْاَزْدِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ الْعَامِرِیُّ قَاتِلُ السَّاحِرِ یُکَنّٰی اَبَاعَبْدِ اللّٰہِ لَہٗ صُحْبَۃٌ.

جندب الخیر ازدی عامری قاتل ساحر ہیں، اِن کی کنیت ابوعبد اللہ ہے۔ یہ صحابی ہیں، انہیں جندب بن زہیر، جندب بن عبد اللہ اور جندب بن کعب بن عبد اللہ بھی کہا جاتا ہے۔

انہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے یہ روایت کی ہے: حَدُّ السَّاحِرِ ضَرْبَۃٌ بِالسَّیْفِ جادوگر کی سزا تلوار سے مار دینا ہے۔

اِنہوں نے حضرت سلمان فارسی اور حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت کی ہے۔ ان سے حارثہ بن وھب نے جو صحابیؓ ہیں اور حسن بصری، عثمان النہدی اور عبد اللہ بن شریک العامری اور دیگر حضرات۔

علی بن عبد العزیز نے کہا کہ ابوعبید نے فرمایا کہ جندب الخیر تو جندب بن عبد اللہ ابن ضبہ ہیں۔ اِس نام کے دُوسرے جندب بن کعب قاتل ساحر ہیں۔ تیسرے جندب بن عفیف ہیں اور چوتھے جندب بن زُہیر ہیں اور وہ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے پیدل سپاہیوں کے کمانڈر تھے۔ یہ چاروں ازدی حضرات صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے اور وہیں شہید ہوئے۔

امام ترمذیؒ نے اِن کی روایت دی ہے۔ آخر میں ابن حجر فرماتے ہیں کہ :

قُلْتُ ذَكَرَ الْعَسْكَرِيُّ اَنَّهٗ مَاتَ فِيْ خِلَافَةِ مُعَاوِيَةَ وَذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِيْ ثِقَاتِ التَّابِعِيْنَ وَقَدْ ذَكَرْنَا فِي الْمَعْرِفَةِ مَايَدُلُّ عَلٰى صُحْبَتِهٖ. (تهذيب التهذيب ج ۲ ص ۱۱۸. ۱۱۹)

عسکری نے ذکر کیا ہے کہ اِن کی وفات حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دَورِ خلافت میں ہوئی ہے۔ ابن حبان نے ان کو ثقات تابعین میں ذکر کیا ہے۔ جو چیزیں اِن کے صحابی ہونے پر دلالت کرتی ہیں وہ ہم نے المعرفہ میں بیان کردی ہیں۔

○ عُرْوَةُ بْنُ الْجَعْدِ وَيُقَالُ ابْنُ اَبِي الْجَعْدِ. وَيُقَالُ عُرْوَةُ بْنُ عِيَاضِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ الْاَزْدِيُّ الْبَارِقِيُّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَهٗ صُحْبَةٌ. سَكَنَ الْكُوْفَةَ وَبَارِقٌ جَبَلٌ نَزَلَهٗ سَعْدُ بْنُ عَدِيِّ بْنِ مَازِنٍ رَوٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَعَنْ عُمَرَ وَ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ.

عروہ بن الجعد، اِنہیں ہی ابن ابی الجعد اور عروہ ابن عیاض بن ابی الجعد کہا جاتا ہے، یہ ازدی بارقی ہیں، یہ صحابی ہیں، کوفہ میں رہنے لگے تھے اور بارق ایک پہاڑ کا نام ہے وہاں سعد بن عدی بن مازن رہتے تھے۔ اُنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے اور حضرت عمرؓ اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے روایت کی ہے۔

اِن سے روایات لینے والے (شاگرد) شبيب بن غرقد، شعبى، عيزار بن حريث، ابولبيد، قيس بن ابى حازم ،ابواسحاق السبيعى، سماك بن حرب، نعيم بن ابى هند اور دیگر حضرات ہیں۔

ابن برقی کہتے ہیں کہ اِن سے تین روایات منقول ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اِن کو کوفہ کا قاضی مقرر کیا تھا۔ اِن کے ساتھ سلیمان بن ربیعہ کو مددگار لگایا تھا اور یہ شریح قاضی سے پہلے کی بات ہے۔

حضرت شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں سب سے پہلے کوفہ کے قاضی عروۃ بن الجعد البارقی تھے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ : یہ جو کہا گیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عروہ بن عیاض بن

ابی الجعد کو کوفہ کا حاکم بنادیا تھا تو شاید وہ کوئی اور صاحب ہوں۔

ابن مدینی ؒ نے نام کی اصلاح کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عروۃ بن الجعد کہنا غلط ہے۔ یہ ابن ابی الجعد ہیں۔ ابن حبان نے عروۃ بن الجعد بن ابی الجعد لکھا ہے۔ ابن قانع کہتے ہیں کہ ابوالجعد کا نام سعد ہے۔(تہذیب التہذیب ج ۷ ص ۱۷۸)

○ عَمْرُو بْنُ الْحَمِقْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ :

عَمْرُو بْنُ الْحَمِقِ ابْنُ الْکَاھِنِ وَیُقَالُ کَاھِلُ بْنُ حَبِیْبِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْقَیْنِ بْنِ رَزَاحِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعْدِ بْنِ کَعْبِ الْخُزَاعِیُّ. لَہٗ صُحْبَۃٌ سَکَنَ الْکُوْفَۃَ ثُمَّ انْتَقَلَ اِلٰی مِصْرَ وَکَانَ قَدْ شَھِدَ مَعَ عَلِیٍّ حُرُوْبَہٗ وَقُتِلَ بِالْحَرَّۃِ .

یہ صحابی ہیں کوفہ میں رہنے لگے تھے پھر منتقل ہو کر مصر چلے گئے۔ حضرت علیؓ کے ساتھ اُن کی تمام جنگوں میں رہے اور حرہ میں قتل ہوئے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ حرہ سے پہلے ۵۰ ھ میں قتل کیے گئے۔

خلیفہ کہتے ہیں کہ موصِل میں ۵۱ ھ میں قتل ہوئے۔ عبدالرحمٰن بن عثمان الثقفی نے انہیں قتل کیا اور اِن کا سر حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا۔

خلیفہ کے علاوہ دُوسرے حضرات کہتے ہیں کہ اُن لوگوں میں تھے جنہوں نے حضرت عثمانؓ کی خلافت میں انتشار پیدا کیا۔

رَوٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُنہوں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے۔ اور ان سے رفاعۃ بن شداد القتبانی، عبداللہ بن عامر المعافری، جبیر بن نفیر الحضرمی، ابومنصور مولی الانصار اور دُوسرے حضرات نے۔

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں : یہ صحابی جناب رسول اللہ ﷺ کے بعد چالیس سال سے کچھ ہی زیادہ زندہ رہے ہیں۔ ہاں اُس وقت اُن کی عمر اَسی سال ہوگئی ہو یہ ممکن ہے، واللہ اعلم۔

ابن حبان نے صحابہؓ کے حالات میں اِن کے بارے میں یہ لکھا ہے کہ یہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد موصِل جا رہے تھے (راستہ میں) ایک غار میں گئے۔ وہاں اُن کے سانپ نے کاٹ لیا اِس سے وفات

ہوگئی۔موصل کے حاکم نے اِن کا سر کاٹ کر زیاد کے پاس بھیجا۔زیاد نے اِسے حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دیا۔(تہذیب التہذیب ج ۸ ص ۲۴)۔اِن کے متعلق مزید حالات جابجا آئیں گے۔

○ کُمَیْل :

کُمَیْلُ بْنُ زِیَادِ بْنِ نَهِیْكِ بْنِ الْهَیْثَمِ بْنِ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ صَهْبَانَ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّخْعِ انہوں نے حضرات عمر،علی،عثمان،ابن مسعود،ابومسعوداورابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے روایت لی ہیں اوراُن سے ابواسحاق سبیعی،عباس بن ذُریح،عبداللہ بن یزید الصھبانی،عبدالرحمٰن بن عابس اور اعمش وغیرہم نے روایت لی ہے۔

ابنِ سعد کہتے ہیں حضرت علیؓ کے ساتھ صفین میں شریک ہوئے۔صاحب شرف تھے۔اپنی قوم کے مطاع تھے(قوم اُن کی اطاعت کرتی تھی) یہ ثقہ تھے۔حدیث کم روایت کرتے تھے۔حجاج نے اِنہیں قتل کردیا وَکَانَ شَرِیْفًا مُّطَاعًا فِیْ قَوْمِهٖ قَتَلَهُ الْحَجَّاجُ وَکَانَ ثِقَةً قَلِیْلَ الْحَدِیْثِ .

یحییٰ بن معین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔عجلی کہتے ہیں یہ کوفی ہیں،تابعی ہیں،ثقہ ہیں۔ابن حبان نے انہیں ثقات میں اور مدائنی نے کوفہ کے عبادت گزار لوگوں میں اِن کا شمار کیا ہے وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ فِی الضُّعَفَآءِ لَایُحْتَجُّ بِهٖ. البتہ قابل احتجاج نہیں ہیں۔

خلیفہ نے کہا ہے کہ انہیں حجاج نے ۸۲ھ میں قتل کردیا۔

یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کہ ۸۸ھ میں اِن کا انتقال ہوا ہے۔اُس وقت اِن کی عمر ستر سال تھی۔

ابن عمار نے انہیں رافضی کہا ہے اور کہا ہے کہ وہ ثقہ شخص ہیں۔حضرت علیؓ کا ساتھ دینے والوں میں ہیں۔(تهذیب التهذیب ج۸ ص ۴۴۸)

○ صَعْصَعَهْ :

صَعْصَعَةُ بْنُ صَوْحَانَ الْعَبْدِیُّ اَبُوْعُمَرَ وَیُقَالُ اَبُوْطَلْحَةَ صُعْصُعَهْ پیش کے ساتھ بھی نام ذکر کیا گیا ہے۔کوفہ کے رہنے والے ہیں۔حضرات عثمان،علی اور ابن عباس (رضی اللہ عنہم) سے روایات لی ہیں۔حضرت علیؓ کے ساتھ صفین میں ایک حصہ کے کمانڈر رہے۔

اِن سے روایات لینے والے ابواسحاق السبیعی،ابن بریدہ،شعبی (اُستاذ امام اعظم ابوحنیفہؒ) مالک

بن عمیر منہال بن عمرو وغیرہ ہم ہیں۔

ابنِ سعد کہتے ہیں ثقہ تھے۔ حدیثیں کم بیان کرتے تھے۔ حضرت معاویہؓ کے دَورِ خلافت میں کوفہ میں وفات پائی۔ ابن عبد البرؒ نے ان کا نام صحابہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں مسلمان ہو چکے تھے لیکن زیارت سے مشرف نہیں ہوئے۔ سردار تھے، فصیح اللسان تھے، خطیب تھے اور دیندار تھے۔ شعبیؒ فرماتے ہیں میں اِن سے خطبے سیکھا کرتا تھا اور عبد اللہ بن بُریدہ کی روایت صعصعۃ سے سنن ابی داؤد میں موجود ہے کتاب الادب باب قول الشعر میں۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۴۲۲)

○ مَالِكُ بْنُ الْاَشْتَرِ النَّخْعِیُّ.

نَخَعْ قبیلہ سے تھا جو یمن کے قبائل مذحج میں سے ایک ہے۔ محبّ الدین لکھتے ہیں : بَطَلٌ شُجَاعٌ مِنْ اَبْطَالِ الْعَرَبِ عرب کے زور آور بہادروں میں سے پہلوان شخص تھا۔ اُس نے سب سے پہلے جس معرکہ میں شرکت کی وہ معرکۂ یرموک تھا۔ اِسی میں اُس کی ایک آنکھ کام آئی۔ اور اگر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نظامِ خلافت برہم کرنے والوں میں نہ ہوتا اور اُس کی لڑائیاں دعوت اسلام پھیلانے اور فتوحات کے لیے رہتیں تو لَكَانَ لَهٗ فِی التَّارِیْخِ شَاْنٌ آخَرُ تو تاریخ میں اُس کی اور ہی شان ہوتی۔ (محبّ الدین علی العواصم من القواصم ص ۱۱۷)

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں :

مَالِكُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ یَغُوْثَ بْنِ مَسْلَمَةَ بْنِ رَبِیْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَذِیْمَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّخْعِ النَّخْعِیُّ الْكُوْفِیُّ الْمَعْرُوْفُ بِالْاَشْتَرِ .

اِنہوں نے زمانۂ جاہلیت بھی پایا ہے۔ حضرات عمر، علی، خالد بن الولید، ابوذر اور اُم ذرّ رضی اللہ عنہم سے روایات لی ہیں۔ اِن سے اُن کے بیٹے ابراہیم، ابوحسان الاعرج، کنانۃ مولیٰ صفیہ، عبد الرحمٰن بن یزید، علقمۃ بن قیس اور مخرمۃ بن ربیعہ نخعی حضرات اور عمرو بن غالب الہمدانی نے روایات لی ہیں۔

ابنِ سعد نے اِن کو تابعین کوفہ کے طبقۂ اوّل میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حضرت علیؓ کے ساتھی تھے۔ جمل صفین اور اُن کے تمام معرکوں میں شریک رہے۔ حضرت علیؓ نے اِن کو مصر کا والی مقرر کیا۔ جب یہ قلزم پہنچے تو وہاں شہد کا گھونٹ پیا اور انتقال کر گئے۔

عجلی کہتے ہیں اہل کوفہ میں ہیں، تابعی ہیں اور ثقہ ہیں۔

ابنِ حبان نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ معرکۂ یرموک میں شریک ہوئے۔ اُس دن اِن کی آنکھ کام آ گئی۔ یہ اپنی قوم کے سردار تھے۔ اُن لوگوں میں تھے جنہوں نے فتنہ کے زمانہ میں (مبتلاءِ فتنہ ہوکر) کام کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نظام کو درہم برہم کیا اور آپ کے حصار کے وقت وہاں (مدینہ شریف میں) موجود تھا۔

ابنِ یونس نے کہا حضرت علیؓ نے اِنہیں حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کے بعد والی مصر مقرر فرمایا۔ وہ روانہ ہوئے حتی کہ قلزم پہنچے، وہاں اِن کی وفات ہوگئی۔ کہا جاتا ہے کہ زہر خورانی سے اِن کی موت ہوئی۔ یہ رجب ۳۷ھ کا واقعہ ہے۔ روایت کی گئی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اِن کی قوم کو اِن کے انتقال کی خبر دی اور اِن کے بارے میں اچھے تعریفی کلمات فرمائے۔

مھنأ کہتے ہیں میں نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اَشتر کے بارے میں پوچھا یُرْوٰی عَنْہُ الْحَدِیْثُ؟ کیا اِن سے کوئی حدیث مروی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں قَالَ لَا.

امام احمدؒ کا مقصد مالک اَشتر کو ضعیف کہنا نہیں تھا۔ انہوں نے صرف اِن سے روایت منقول ہونے کی نفی کی ہے۔ اِن کا تذکرہ امام بخاریؒ کی تعلیق کے ضمن میں آتا ہے جو صلوۃ الخوف کے باب میں ہے :

قَالَ قَالَ الْوَلِیْدُ ذَکَرْتُ لِلْاَوْزَاعِیِّ صَلٰوۃَ شُرَحْبِیْلَ بْنِ السَّمْطِ وَاَصْحَابِہٖ عَلٰی ظَھْرِ الدَّابَّۃِ فَقَالَ کَذٰلِکَ الْاَمْرُ عِنْدَنَا اِذَا تُخُوِّفَ الْفَوْتُ، اِنْتَھٰی .

وَھٰذَا الْاَثَرُ رَوَاہُ عَمْرُو بْنُ اَبِیْ سَلِمَۃَ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ قَالَ قَالَ شُرَحْبِیْلُ بْنِ السَّمْطِ لِاَصْحَابِہٖ لَا تُصَلُّوْا صَلٰوۃَ الصُّبْحِ اِلَّاعَلٰی ظَھْرٍ فَنَزَلَ الْاَشْتَرُ فَصَلّٰی عَلَی الْاَرْضِ فَاَنْکَرَ عَلَیْہِ شُرَحْبِیْلُ وَکَانَ الْاَوْزَاعِیُّ یَأْخُذُ بِھٰذَا فِیْ طَلَبِ الْعَدُوِّ . (تھذیب التھذیب ج۱۰ ص ۱۲)

امام بخاریؒ نے فرمایا کہ ولید نے کہا میں نے اَوزاعی سے شرحبیل بن السمط اور اُن کے ساتھیوں کی نماز کا ذکر کیا جو سواری پر اَدا کی گئی تھی۔ اوزاعیؒ نے فرمایا ہمارے نزدیک اِسی طرح عمل کیا جائے گا جب نماز جاتے رہنے یا اپنی جان کے نقصان یا دُشمن کے بچ

نکل جانے کا اندیشہ ہو۔

یہ (اثر) اُن کی روایت عمرو بن ابی سلمۃ نے اوزاعیؒ سے نقل کی ہے کہ شرحبیل بن السمط نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ صبح کی نماز ضرور اپنی اپنی سواریوں پر ہی پڑھنا۔ اشتر اُترے، اُنہوں نے زمین پر پڑھی۔ شرحبیل نے اُن کے اِس فعل کو بُرا جانا۔ دُشمن کے پیچھے اگر مسلمان جا رہے ہوں تو اوزاعیؒ فرماتے تھے کہ ایسے ہی کرنا چاہیے کہ اُتر کر نماز پڑھے۔ یہی امام اعظم اور امام شافعی رحمہما اللہ کا مسلک ہے۔

شرحبیل بن السمط کا صحابی ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے۔ (تہذیب التہذیب ج ۴ ص ۳۲۲)
اِنہوں نے شام میں حمص فتح کیا تھا اور قادسیہ میں بھی شرکت کی تھی۔ (ایضًا تہذیب)

○ ثَابِتُ بْنُ قَيْسِ بْنِ مُنَقَّعٍ النَّخْعِيُّ اَبُوالْمُنَقَّعِ الْكُوْفِيُّ

رَوٰى عَنْ اَبِىْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ فِى الْإِ بْرَادِ بِالظُّهْرِ وَعَنْهُ يَزِيْدُ بْنُ اَوْسٍ وَاَبُوْزُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ رَوٰى لَهُ النَّسَائِيُّ حَدِيْثًا وَّاحِدًا. قُلْتُ ذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِى الثِّقَاتِ وَقَالَ رَوٰى عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ. (تهذيب التهذيب ج۲ ص ۱۳)

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے ظہر کو ٹھنڈے وقت ادا کرنے کی روایت کرتے ہیں۔ ان سے یزید بن اَوس اور ابوزُرعہ نے روایات لی ہیں۔ امام نسائیؒ نے اِن کی ایک حدیث لی ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ ابن حبان نے اِن کا ذکر ثقات میں کیا ہے اور کہا ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے بھی روایت لی ہے۔

یہ لوگ دمشق اور شام سے نکلے تو الجزیرہ (حران اور رقہ) میں داخل ہو گئے۔ وہاں عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید سے ملنا ہو گیا وہ اُن دِنوں الجزیرہ نامی حصہ میں نائب امیر تھے۔ انہوں نے انہیں ڈرایا دھمکایا۔ تو ان لوگوں نے معذرت کی اور اِس رَوش کو ترک کرنے اور رجوع کر لینے کا فیصلہ کر لیا۔ عبدالرحمٰن بن خالدؓ نے ان کے لیے دُعاء کی اور مالک الاشتر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیج دیا تاکہ وہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی طرف سے معذرت پیش کریں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی معذرت قبول

کرلی۔ ان کی سرزنش کا اِرادہ چھوڑ دیا اور انہیں اختیار دیا کہ جہاں وہ رہنا چاہتے ہیں بتلادیں تاکہ وہیں رہنے کا بندوبست کر دیا جائے۔ تو اُن لوگوں نے کہا کہ ہم عبدالرحمٰن بن خالد کے پاس رہیں گے۔ جب یہ مدینہ سے واپس آئے تو اِتنے عرصہ میں عبدالرحمٰن الجزیرہ سے تبدیل ہوکر حمص جا چکے تھے۔ یہ لوگ بھی وہاں چلے گئے۔ انہوں نے اُن لوگوں کو ساحلی حصہ میں رہنے کا حکم دیا اور اُن کا وظیفہ جاری کر دیا۔

دُوسری طرف بصرہ میں اِسی طرح کی ایک جماعت نے سر اُٹھایا۔ انہیں بھی حضرت عثمانؓ نے شام اور مصر بھیج دیا۔

غرض یہ مذکورہ بالا لوگ اور کوفہ و بصرہ کے گروپ وہی تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کو پارہ پارہ کرنے، اُن کے دُشمنوں کی مدد، اُن کا درجہ گھٹانے اور بدکلامی اور عیب جوئی میں لگے رہے وَهُمُ الظَّالِمُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ وَهُوَ الْبَارُّ الرَّاشِدُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ. (البدایہ ج۷ ص ۱۶۶)

کہا جاتا ہے کہ جس وقت اشتر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے آیا تو اُسے کوفہ کے دوستوں کی طرف سے خط ملا جس میں اُس کو اور اُس کے ساتھیوں کو انہوں نے بلایا تھا۔ اشتر نے ساتھیوں سے ذکر کیا۔ انہوں نے کہا ہم یہیں ٹھہریں گے لہٰذا وہ وہیں رہے اور اشتر کوفہ چلا گیا۔

۳۴ھ جس میں فتنوں کی ہوا نے آندھی کی شکل اختیار کر لی :

اس سال اِن سب لوگوں نے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منحرف ہوئے تھے، آپس میں خط و کتابت شروع کی۔ ایسے زیادہ لوگ کوفہ میں رہے یا کوفہ کے تھے جیسے مذکورہ بالا افراد جو کہ کوفہ سے نکال دیے گئے تھے۔ کوفہ کے لوگ سعید بن العاص کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اُن کے نظام کو درہم برہم کر دیا۔ اِنہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس وفد تشکیل کر کے بھیجا جو اُن سے اِس بارے میں بحث و تمحیص کرے کہ ''انہوں نے بہت سے صحابۂ کرام کو معزول کر کے اپنے اَقرباء کو جو بنواُمیہ تھے اِن کی جگہ کیوں والی بنایا'' اِن کے بھیجے ہوئے یہ لوگ بات نہایت سخت طرح کرتے تھے۔ انہوں نے جا کر نہایت غلیظ و سخت اَنداز میں آپؓ سے باتیں کیں۔ مطالبہ کیا کہ اپنے حکام (عمال) کو معزول کر کے اُن کے علاوہ حکام (ائمہ) مقرر کریں۔ اِن کا اِس طرح آنا اور مطالبہ کرنا آپؓ پر بہت شاق گزرا۔ (البدایہ ج۷ ص۱۶۷)

درحقیقت اِن لوگوں نے خاندانی عصبیت کو بھی اُبھارنا اور استعمال کرنا چاہا۔ اِس چیز کو حضرت عثمانؓ نے محسوس فرما کر پریشانی میں تمام سپہ سالاروں کو جو گورنرز بھی تھے طلب فرمایا تاکہ مشورہ کریں۔ حضرات معاویہ امیر شام، عمرو بن العاص امیر مصر، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح امیر مغرب (لیبیا، مراکش، الجزائر)، سعید بن العاص امیر کوفہ، عبداللہ عامر امیر بصرہ، سب آگئے۔ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ یہ سب حضرات اپنی اپنی جگہ محاذوں کے انچارج بھی تھے۔

مشورہ میں عبداللہ بن عامر نے عرض کیا کہ ان معترضین کی جماعت کو جہاد کے لیے بھیج دیا جائے (کیونکہ یہ بھی سب مجاہدین تھے) تو اِس شر اُٹھانے سے یہ باز آجائیں گے اور میدانِ جہاد میں انسان کو اپنی پڑی ہوتی ہے، اپنے کپڑے ہتھیار اور جانور (سواری) کے کام میں لگا رہتا ہے۔

سعید بن العاص رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ اِن مفسدین کی جڑ ہی ماردی جائے۔ سزا دے کر ختم کردیا جائے۔ حضرت معاویہؓ نے مشورہ دیا کہ تمام عُمَّال (حکام) کو اپنی اپنی جگہ بھیج دیا جائے اور اِن لوگوں کی طرف توجہ بھی نہ دی جائے (خاطر میں نہ لائیں) کیونکہ وہ تعداد میں بہت تھوڑے ہیں۔ اِن کی عسکری (لڑسکنے کی) قوت کمزور تر ہے۔

حضرت عبداللہ بن سعدؓ نے مشورہ دیا کہ اِن کی تالیف قلب کی جائے، اِس طرح کہ اِنہیں اتنا مال دیا جائے کہ اِن کے ذہن سے شر و فساد نکل جائے اور اِن کے دل جناب کی طرف مائل ہوجائیں۔

حضرت عمرو بن العاصؓ کھڑے ہوگئے، انہوں نے کہا اَمَّا بَعْدُ ! اے عثمان آپ نے لوگوں پر ایسی چیز مسلط کر رکھی ہے جو انہیں پسند نہیں ہے۔ یا تو اِن کی ناپسند چیز کو ہٹا دیں اور یا خود جا کر اپنے حکام کو وہاں جمائیں۔ انہوں نے اُس وقت سخت باتیں کیں پھر تنہائی میں معذرت چاہی اور کہا کہ میں نے یہ باتیں اس لیے کہی ہیں کہ یہ گورنر اپنی اپنی جگہ جا کر یہاں کی گفتگو نقل کریں گے۔ اُس وقت میری گفتگو بھی لوگوں تک پہنچے گی اِس سے لوگ آپ سے خوش ہوں گے۔ اُن کی اِس گفتگو کے بعد حضرت عثمانؓ نے اپنے حکام کو اپنی اپنی جگہ رہنے دیا اور اُن مخالفین کے لیے عطیات مالیہ کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ اِن لوگوں کو مورچوں پر بھیج دیا جائے۔ اس طرح آپؓ نے اِن کے مشوروں پر عمل اختیار فرمایا۔

لیکن فتنہ کا اِنسداد ہوتے ہوتے ایک نیا فتنہ کھڑا ہوگیا، ہوا یہ کہ جب یہ حکام اپنی اپنی جگہ پہنچے

تو اہل کوفہ بگڑ گئے کہ ہم سعید بن العاص کو اندر نہ آنے دیں گے۔انہوں نے مسلح ہوکر قسمیں کھائیں کہ ہم سعید کو اُس وقت تک کوفہ میں داخل نہ ہونے دیں گے جب تک کہ حضرت عثمانؓ انہیں معزول کر کے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو امیر کوفہ نہ بنائیں۔اُن کا یہ مسلح اجتماع جرعہ مقام پر ہوا تھا جو قادسیہ کے قریب ہے۔یہ لوگ تیار ہوکر وہیں ٹھہرے رہے۔اشتر نخعی نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم وہ ہمارے پاس اُس وقت تک نہیں آسکتے جب تک ہم میں تلوار اُٹھانے کی جان ہے۔

سعید اِن سے جنگ کرنے سے رُکے رہے۔اور انہوں نے انہیں روک دینے کا پختہ عزم قائم رکھا۔اُس روز مسجد کوفہ میں حضرت حذیفہ اور حضرت ابومسعود عقبۃ بن عمرو جمع ہوئے۔حضرت ابومسعودؓ فرمانے لگے وَاللّٰہِ سَعِیْدُ بْنُ الْعَاصِ اُس وقت تک واپس نہ ہوں گے جب تک خون نہ بہہ جائیں۔تو حضرت حذیفہؓ فرمانے لگے واللہ وہ ضرور واپس چلے جائیں گے اور چلّو بھر بھی خونریزی نہ ہوگی۔اور میں جو کچھ آج جان رہا ہوں وہ سب کچھ اُس وقت جان چکا تھا کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ حیات تھے۔ (حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ صاحب سر رسول اللہ ﷺ کہلاتے تھے اور آنے والے زمانے میں فتنوں کے بارے میں دریافت کرتے رہتے تھے۔اسی لیے شروع میں جو حدیث گزری ہے اُس میں اِن ہی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جواب دیا تھا)۔

غرض ہوا بھی یہی کہ سعید بن العاص مدینہ شریف واپس چلے گئے۔یہ بات اہل کوفہ کو پسند آئی۔انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں درخواست کی آپ نے منظور فرمالی تاکہ اُن کے عذر اُن کی دلیلوں اور شبہات کا ازالہ ہوجائے۔(البدایہ ج ۷ ص ۱۶۷)

حضرت حذیفہؓ کوفہ میں رہنے لگے تھے۔اِنہیں حضرت عمرؓ نے مدائن کا عامل مقرر فرمایا تھا۔اِن کی فتوحات اُسی دَور میں ذکر کی گئی ہیں ۲۲ھ میں ماسبذان، ھمدان اور ری (موجودہ تہران) وغیرہ۔

وہ فرماتے تھے : لَقَدْ حَدَّثَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ حَتّٰی تَقُوْمَ السَّاعَۃُ . مجھے جناب رسول اللہ ﷺ نے مَاکَانَ اور قیامت تک مَایَکُوْنُ بتلا دیا تھا۔

حضرت عثمانؓ کی شہادت سے چالیس دن بعد وفات پائی۔رضی اللہ عنہ (تہذیب التہذیب ج ۲ ص ۲۲۰)۔

ماہ ربیع الاول اور مسلمانوں کا طرزِ عمل

﴿ حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمة اللہ علیہ ﴾

اب سے تقریباً چودہ سو برس پہلے جبکہ کائنات انسانی بحرِ ظلمات میں غرق تھی اور رُوحانیت شیطنت سے مغلوب ہو رہی تھی، خلاّقِ عالم نے اپنے آخری نبی اور محبوب ترین رسول حضرت محمد ﷺ فداہ رُوحی وقلبی کو اِس دُنیا میں بھیجا تا کہ آپ نورِ ہدایت سے ظلماتِ ضلالت کو شکست دیں اور حق کو باطل پر غالب کر دیں۔ ہمارے ماں باپ آپ پر نثار ہوں آپ ﷺ تشریف لائے اور آتے ہی باذن اللہ دُنیا کا رُخ پلٹ دیا، بندوں کا ٹوٹا ہوا رشتہ خدا سے جوڑا، اور جو کم نصیب قعرِ مذلت میں گر چکے تھے اُن کو وہاں سے اُٹھا کر اَوجِ رِفعت پر پہنچایا۔ مشرکوں کو موحد بنایا اور کافروں کو مومن ، بت پرستوں کو خدا پرست کیا اور بت سازوں کو بت شکن، رہزنوں کو رہنمائی سکھائی اور غلاموں کو آقائی، چور چوکیدار بن گئے اور ظالم غم خوار، اور جو دُنیا بھر کے آوارہ تھے وہی سب سے زیادہ متمدن ہو گئے اور جن کا قومی شیرازہ بالکل منتشر ہو چکا تھا وہ کامل طور پر منظّم کر دیئے گئے ۔رُوحانیت کے فرشتے شیطنت پر غالب آ گئے ۔کفر وشرک ، بدعت وضلالت اور ہر قسم کی گمراہیوں کو زبردست شکست ہوئی۔ شقاوت و بدبختی کا موسم بدل گیا، ظلم وعدوان اور فساد وطغیان کا زور ختم ہو گیا، صداقت اور خیر وسعادت نے عالمگیر فتح پائی اور زمین پر اَمن وعدالت کی ایک بادشاہت قائم ہو گئی۔

جس وقت عالمِ انسانی کے اِس منجیٔ اعظم (ﷺ) نے اِس عالمِ آب وگِل میں اپنا پہلا قدم رکھا تھا وہ ربیع الاول ہی کا مہینہ تھا اور پھر جب آپ ﷺ کا سن شریف چالیس برس کا ہوا تو اُسی مہینہ میں اصلاحِ عالم کا کام آپ کے سپرد ہوا۔ پس اِس لحاظ سے کہا جا سکتا ہے کہ ربیع الاول ہی اِس رحمتِ عامہ کے ظہور کا مبداء اور رُوحانی خیرات وبرکات کے وفور کا منبع ہے اور یہی وجہ ہے کہ جب یہ ماہِ مبارک آتا ہے تو مسلمانوں کے قلوب میں (حتی کہ اُن دلوں میں بھی جو دُوسرے موسموں میں بالکل غافل رہتے ہیں) اِس وجودِ مقدس کی یاد تازہ ہو جاتی ہے اور طرح طرح سے خوشیوں اور مسرتوں کا اظہار کیا جاتا ہے۔ نعمائے الٰہی کی یاد سے خوش ہونا بُری چیز نہیں بلکہ حدودِ شرعیہ سے تجاوز نہ ہو تو ایک درجہ میں محمود ہے لیکن آج مجھے عرض کرنا یہ ہے کہ :

آپ جشن کی اِن گھڑیوں اور شادمانی کی اِن ساعتوں میں اِس قابلِ ماتم حقیقت کو کیوں بھول جاتے ہیں کہ اِس مقدس و مسعود وجود نے اِس مبارک مہینے میں نزول اجلال فرما کر آپ کو جو کچھ دیا تھا آج آپ اپنی شامتِ اعمال سے سب کچھ کھو چکے ہیں۔ ربیع الاول اگر آپ کے لیے خوشیوں کا موسم اور مسرتوں کا پیغام ہے تو صرف اِس لیے کہ اِس مہینے میں دُنیا کی خزانِ ضلالت کو بہارِ ہدایت نے آخری شکست دی تھی اور اِسی مہینہ میں وہ ہادی اعظم ﷺ رونق افروز عالم ہوئے تھے جنھوں نے تم پر رُوحانیت کے دروازے کھول دیے اور ساری نعمتیں تم کو دِلوادیں جن سے تم محروم تھے۔ پھر اگر آج تم اُن کی لائی ہوئی شریعت سے دُور اور اُن کی دلائی ہوئی نعمتوں سے محروم و مجہور ہوتے جارہے ہو، تو کیا وجہ ہے کہ گزشتہ بہار کی خوشی تو مناتے ہو لیکن خزاں کی موجودہ پامالیوں پر نہیں روتے۔

تم ربیع الاول میں آنے والے کے عشق و محبت کا دعوٰی رکھتے ہو اور اُس کی یاد کے لیے مجلسیں منعقد کرتے ہو لیکن یہ نہیں سوچتے کہ تمہاری زبان جس کی یاد کا دعوٰی کر رہی ہے اُس کی فراموشی کے لیے تمہارا ہر عمل گواہ ہے اور جس کی تعظیم و تکریم کا تم کو بڑا اِدعاء ہے، تمہاری گمراہانہ زندگی بلکہ تمہارے وجود سے اُس کی عزت کو بٹہ لگ رہا ہے۔

اگر تمہارے اِس دعوائے عشق و محبت اور اِدعائے احترام و عظمت میں کوئی صداقت ہوتی اور تم کو درحقیقت اُن سے غلامی کا ادنیٰ سا تعلق ہوتا تو تمہاری دینی حالت ہرگز اِس قدر تباہ نہ ہوتی۔ تم اُن کی لائی ہوئی شریعت سے ایسے بیگانہ نہ ہوتے، تم نماز کے عادی ہوتے اور زکٰوۃ پر عمل، تقوٰی تمہارا شعار ہوتا اور اتباعِ سُنّت تمہارا طرۂ امتیاز، تم حرام و حلال میں فرق کرتے بلکہ مواقع شُبہات سے بھی بچتے، تمہاری زندگی نمونہ ہوتی، صحابہ کرام کا اور تمہارا ہر عمل مرقع ہوتا اسلام کا۔

پس جبکہ تمہارا یہ حال نہیں ہے اور تم اپنے دِلوں سے پوچھو وہاں سے بھی یہی جواب ملے گا کہ وہاں نہیں ہے تو پھر یقین کرو کہ ربیع الاول کے موقع پر تمہاری یہ عشق و محبت کی نمائش محض فریبِ نفس ہے جس میں تم خود مبتلا ہو سکتے ہو یا تمہارے ظاہر میں دوست واحباب، خداوند علیم و خبیر تمہارے اِس فریب میں نہیں آسکتا اور نہ اُس کے رسول ﷺ کو تم اِن خالی اَز حقیقت مظاہروں سے دھوکا دے سکتے ہو۔

اِس لیے میں تم سے کہتا ہوں اور اللہ کی قسم محض تمہاری خیر خواہی کے لیے کہتا ہوں کہ تم اپنی اِن

رسمی مجلسوں کی آرائشوں سے پہلے اپنے اُجڑے ہوئے دل کی خبر لو اور قندیلوں کے روشن کرنے کے بجائے اپنے قلوب کو نورِ ایمانی سے منور کرنے کی فکر کرو۔

تم اغیار کی تقلید میں نقلی پھولوں کے گلدستے سجاتے ہو مگر تمہاری حسنات کا جو گلشن اُجڑ رہا ہے اُس کی حفاظت اور شادابی کا کوئی انتظام نہیں کرتے۔ تم ربیع الاول کی برکتوں اور رحمتوں کا تصور کر کے مسرت کے ترانے گاتے ہو لیکن اپنی اِس بربادی پر ماتم نہیں کرتے کہ تمہارا خدا تم سے رُوٹھا ہوا ہے۔ اُس نے تمہاری بداعمالیوں سے ناراض ہو کر اپنی دی ہوئی نعمتیں تم سے چھین لی ہیں۔ تم آقا سے غلام، حاکم سے محکوم، غنی سے مفلس، زردار سے بے زر بلکہ بے گھر ہو چکے ہو، تمہارے ایمان کا چراغ ٹمٹما رہا ہے اور تمہارے اعمالِ صالحہ کا پھول مرجھا رہا ہے اور غضب بالائے غضب یہ ہے کہ تم غافل ہو۔ پس کیا اِس محرومی اور مغضوبی کی حالت میں بھی تم کو حق پہنچتا ہے کہ ربیع الاول میں آنے والے دین و دُنیا کی نعمتیں لانے والے رحمۃ للعالمین ﷺ کی آمد کی یادگار میں خوشیاں مناؤ، بقول علامہ ابوالکلام آزادؒ :

''کیا موت اور ہلاکی کو اِس کا حق پہنچتا ہے کہ زندگی اور رُوح کا اپنے کو ساتھی بنائے، کیا ایک مردہ لاش پر دُنیا کی عقلیں نہ پہنچیں گی اگر وہ زندوں کی طرح زندگی کو یاد کرے گی؟ ہاں یہ سچ ہے کہ آفتاب کی روشنی کے اندر دُنیا کے لیے بڑی ہی خوشی ہے لیکن اندھے کو کب زیب دیتا ہے کہ وہ آفتاب کے نکلنے پر آنکھوں والے کی طرح خوشیاں منائے''۔

پس اے غفلت شعارانِ ملت! تمہاری غفلت پر صد فغاں وحسرت اور تمہاری سرشاریوں پر صد ہزار نالہ وبکا، اگر تم اِس ماہِ مُبارک کی اصلی عزت وحقیقت سے بے خبر ہو اور صرف زبانوں کے ترانوں اور دیوار کی آرائشوں اور روشنی کی قندیلوں ہی میں اِس کے مقصد یادگاری کو گم کر دو، تم کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہ مبارک مہینہ اُمتِ مسلمہ کی بنیاد کا پہلا دن ہے۔ خداوندی بادشاہت کے قیام کا اولین اعلان ہے۔ خلافتِ ارضی ووراثتِ الٰہی کی بخشش کا سب سے پہلا مہینہ ہے۔ پس اِس کے آنے کی خوشی اور اِس کا تذکرہ ویاد کی لذت، یہ اُس شخص کی رُوح پر حرام ہے جو اپنے ایمان اور عمل کے اندر اِس پیغامِ الٰہی کی تعمیل واطاعت اور اُسوہ حسنہ کی پیروی کے لیے کوئی نمونہ نہیں رکھتا۔

اصلاحِ خواتین

شوہر سے متعلق عورتوں کی کوتاہیاں

﴿ از اِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

شوہر کی تعظیم و خدمت میں کوتاہی :

ایک کوتاہی عورتوں کی یہ ہے کہ وہ شوہر کی تعظیم اور اُن کا اَدب نہیں کرتیں اور یہ سخت بے حیائی ہے۔ بعض عورتیں شوہروں کی اطاعت و خدمت میں کمی کرتی ہیں۔ بعض عورتیں مرد کی خدمت ماماؤں (نوکرانیوں) پر ڈال دیتی ہیں اور خود اُس کے کاموں کا اہتمام نہیں کرتیں اور بعض عورتیں مردوں سے خرچ بہت مانگتی ہیں۔

بعض عورتیں مردوں سے ایسا برابری کا برتاؤ کرتی ہیں کہ گویا شوہر اُن کا برابر کا بھائی ہے اور یہ بھی غنیمت ہے۔ بعض جگہ تو عورتیں مردوں پر حکومت کرتی ہیں حالانکہ شریعت میں شوہروں کی تعظیم کے متعلق سخت تاکید آئی ہے۔ حدیث میں صاف آیا ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کے لیے سجدہ کو جائز کرتا تو عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کیا کریں۔ لیکن سجدہ تو خدا کے سواء کسی کو جائز نہیں مگر اِس سے یہ بات تو معلوم ہوگئی کہ شوہر کی کس درجہ تعظیم عورتوں کے ذمہ واجب ہے۔

بعض جگہ تو عورتیں مرد کو ذلیل بھی کرتی ہیں اور بعض جگہ مرد بھی ظالم ہوتے ہیں کہ وہ عورتوں کو بہت ذلیل رکھتے ہیں اور بعض جگہ دونوں طرف سے یہ برتاؤ ہوتا ہے۔ قیامت میں اِن سب کا حساب ہوگا اور جس نے جس کی حق تلفی کی ہوگی اُس سے انتقام لیا جائے گا۔ پس مردوں کو چاہیے کہ وہ عورتوں کے حقوق کی رعایت رکھیں اور عورتوں کو مردوں کی تعظیم کرنی چاہیے اور اُن کی اطاعت و فرمانبرداری کا خیال رکھنا چاہیے۔ (الکمال فی الدین ص ۱۱۱۔ حقوق البیت ص ۴۷)

شوہر کی شان میں گستاخی و زبان درازی کا مرض :

بعض عورتوں کی یہ عادت ہے کہ وہ خاوند سے زبان درازی سے پیش آتی ہیں، اُس کے سامنے

خاموش ہی نہیں ہوتیں حتی کہ بعض خاوند مارتے بھی ہیں مگر یہ چپ نہیں ہوتیں۔

بعض جگہ عورتیں مردوں کو ذلیل کرتی ہیں اور یہاں تک کوشش ہوتی ہے کہ مناظرہ (آپسی تکرار و گفتگو) میں بھی ہم غالب رہیں۔ جو بات شوہر کہتا ہے اُس کا جواب اِن کے پاس تیار رہتا ہے۔ کوئی بات بے جواب نہ چھوڑیں گی خواہ گوارہ ہو یا ناگوار، خواہ معقول ہو یا نامعقول۔ غرض عورتوں میں زبان درازی کا بڑا مرض ہے اور یہ ساری خرابی تکبر کی ہے۔ عورتیں یہ چاہتی ہیں کہ ہم ہاریں نہیں تاکہ ہیٹی نہ ہو چنانچہ شوہر سے جھگڑ کر اپنی ہجولیوں میں فخر کرتی ہیں کہ دیکھا ہم کیسا مرد کو بہکا کر آئی ہیں۔

حدیث میں سیدنا رسول اللہ ﷺ کا اِرشاد ہے کہ اگر میں خدا کے سواء کسی کے لیے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ کیا ٹھکانہ ہے مرد کی عظمت کا کہ اگر خدا کے بعد کسی کے لیے سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو مرد کے سجدہ کا حکم ہوتا۔ مگر اَب عورتیں مردوں کی یہ قدر کرتی ہیں کہ اُن کے ساتھ زبان درازی اور مقابلہ سے پیش آتی ہیں۔

اے عورتو! خدا نے تم کو جیسا بنایا ہے ویسا ہی اپنے کو مرد سے چھوٹا سمجھو اور اُس کے غصہ کے وقت زبان درازی کبھی نہ کرو اور اُس وقت خاموش رہو اور جب اُس کا غصہ اُتر جائے تو دُوسرے وقت کہو کہ میں اُس وقت نہ بولی تھی، اَب بتلاتی ہوں کہ تمہاری فلاں بات بے جا تھی یا زیادتی کی تھی، اِس طرح کرنے سے بات نہ بڑھے گی اور مردوں کے دل میں تمہاری قدر بھی ہوگی۔ (حقوق البیت ص ۵۱۔ اِصلاح النساء ص ۱۸۹)

مردوں سے خوشامد کرانے اور نخرے کرنے کا مرض :

عورتوں پر تعجب ہے کہ یہ مردوں سے بھی زیادہ حج کا اِرادہ کر کے اپنے کو بڑا سمجھنے لگتی ہیں بلکہ آجکل عموماً ویسے بھی عورتوں میں بڑائی کا مادہ (عیب) زیادہ ہوتا ہے۔

بعض دفعہ تو یہ مردوں سے خوشامد کراتی ہیں، اِن کو شرم اور غیرت بھی نہیں آتی کہ مرد رات دن جان کھپا کر اِن کے واسطے کما کر لاتے ہیں۔ کیا مردوں کی عنایت و بخشش کا یہی نتیجہ ہے کہ یہ مردوں کے سر چڑھیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اگر عورتیں ذرا صبر و تحمل سے کام لیا کریں تو اِن کو مردوں سے زیادہ ثواب ملے کیونکہ یہ ضعیف اور کمزور ہیں۔ کمزوروں کا تھوڑا سا عمل بھی طاقتور آدمی کے بہت سے اَعمال سے بعض دفعہ بڑھ جاتا ہے مگر عورتوں میں جس قدر ضعف (کمزوری) ہے یہ اُسی قدر مردوں پر شیر ہوتی ہیں اور یہ مردوں

کا تحمل ہے کہ اِن کو سر چڑھا لیتے ہیں ورنہ اِن کے سامنے عورتوں کی حقیقت ہی کیا ہے۔ اگر مرد کو غصہ آجائے تو ایک دن میں اِن کو دُرست کر سکتا ہے۔ چنانچہ سخت مزاج کے لوگ ایسا کر بھی لیتے ہیں۔

بزرگوں نے نقل کیا ہے کہ عاقل مرد پر عورت غالب ہو جاتی ہے مگر جاہل مرد اِن پر غالب ہوتا ہے۔ اِس کی وجہ یہی ہے کہ عقلمند آدمی صبر و تحمل سے کام لیتا ہے اور جاہل تحمل نہیں کرتا اس لیے جاہلوں سے یہ خوب دُرست رہتی ہیں۔ بہرحال عورتوں کو تکبر کرنا بہت نازیبا ہے۔ (الصحابیہ ملحقہ سنت ابراہیم ص ۱۳۷/۱۷)

شوہر کو ناراض کرنا :

عورتیں اس میں بھی کوتاہی کرتی ہیں۔ شوہر کی ناراضگی ایسی چیز ہے کہ اِس سے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ عورتوں کی عادت ہے کہ شوہروں کے سامنے زبان درازی بہت کرتی ہیں۔ بھلا اِس کو اِس طرح تکلیف پہنچانی چاہیے؟ اوّل تو ہر وقت ہی اُس کا مزاج دیکھ کر بات کہو ایسی بات نہ کہو جو اُس کو ناگوار ہو۔ خاص طور پر جب وہ باہر سے گھر میں آئے اُس وقت تو ضرور ہی پہلے اُس کے مزاج کو دیکھ لو، کہیں کسی سے لڑ کر نہ آیا ہو کسی وجہ سے غصہ میں نہ ہو۔ مگر اِن کو ذرا بھی صبر نہیں ہوتا، بس آتے ہی ٹانگ لیتی ہیں۔

شوہر کے حق میں (اگر تم سے) گستاخی ہو جائے تو توبہ کرو اور اُس سے معاف کراؤ۔ تم خاوند کو برابر کا دوست سمجھتی ہو اور اُس کے ساتھ برابر کا برتاؤ کرتی ہو۔ یاد رکھو وہ جیسے دوست ہے حاکم بھی تو ہے۔ دوست تو اِس واسطے ہے تاکہ اُس کے حقوق ادا کر سکو کیونکہ محبت میں جیسے حقوق ادا ہو سکتے ہیں بغیر محبت کے ادا نہیں ہو سکتے۔ (جاری ہے)

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرما دیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

قسط : ۱۴

اَللَّطَائِفُ الْاَحْمَدِیَّہ فِی الْمَنَاقِبِ الْفَاطِمِیَّہ رض

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت علامہ سیّد احمد حسن سنبھلی چشتی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

فضیلت حضرت فاطمہ رض بوجہ فقر بر حضرت عائشہ رض و فضلِ فقر :

(۴۷) قَالَ بَعْضُ الشُّیُوْخِ الْکِبَارِ رَأَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ وَھُوَ یُحَدِّثُنِیْ بِفَضَائِلِ الْفُقَرَآءِ وَشَرَفِ الْفَقِیْرِ عَلَی الْغَنِیِّ فَحَفِظْتُ مِنْ قَوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ لِیْ حَسْبُکَ اَنَّ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا تَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَبْلَ اَغْنِیَائِھَا بِخَمْسِمِائَۃِ عَامٍ وَاَنَّ ابْنَتِیْ فَاطِمَۃَ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھَا تَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَبْلَ عَائِشَۃَ بِاَرْبَعِیْنَ سَنَۃً لِاَنَّھَا نَالَتْ مِنَ الدُّنْیَا اَقَلَّ مِنْ عَائِشَۃَ رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھَا (ذکرہ العلامۃ الیافعی فی روض الریاحین) .

بعض بڑے بزرگوں نے فرمایا کہ میں نے نبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا اِس حالت میں کہ آپ مُجھ سے فقراء کے فضائل بیان فرما رہے تھے اور دولت پر فقیر کی بزرگی بیان کرتے تھے۔ پس آپ کے کلام میں سے میں نے یہ یاد رکھا کہ آپ نے فرمایا مجھ سے، کافی ہے (فضل فقر میں) تجھ کو یہ بات کہ عائشہ (رضی اللہ عنہا) جنت میں اپنے دولت مندوں سے (یعنی اپنے ہم پلہ اعمالِ نیک میں جو لوگ ہوں گے اُن سے) پانچ سو برس پہلے داخل ہوگی اور میری بیٹی فاطمہ (رضوان اللہ علیہا) جنت میں داخل ہوگی چالیس برس قبل عائشہ رض کے، اِس لیے کہ اُس نے (یعنی فاطمہ نے) دُنیا سے نفع بہت کم اُٹھایا ہے بہ نسبت عائشہ کے (رضوان اللہ علیہا)۔

اور اِس باب کا مفصل مضمون چہل حدیث کی شرح میں بیان کر چکا ہوں۔ یہاں سے حضرت سیّدۃ النساء کا دُنیا سے بہت ہی بے تعلق رہنا اور اِس سے محض معمولی نفع اُٹھانا اور پھر اُس کی بدولت جنت کا اعلیٰ مقام حاصل ہونا ثابت ہوا، باوجود یکہ حضرت عائشہؓ بھی بڑی زاہدہ تھیں لیکن تاہم اُس درجے کو نہ پہنچیں اور اُنکی عمر بھی حضرت فاطمہؓ سے بہت زیادہ ہوئی یعنی پچاس سال سے زائد ہوئی اور حضرت فاطمہ ؓ کی بہت کم عمر ہوئی۔ ایک باعث دُنیا سے کم حصہ لینے کا یہ بھی تھا، دوسرا سبب فقر تھا۔ فقیر شاکر غنی شاکر سے بدرجہا افضل ہے۔

مولانا بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت میں نقل کیا ہے کہ حضرت شیخ عارف عالم اَجل صوفی زاہد داوٗد طائی قدس سرہٗ سے کسی نے پوچھا کہ جس کے پاس دوسو درہم ایک سال تک رہیں تو وہ کس قدر زکوٰۃ ادا کرے؟ فرمایا کہ اگر صوفی نے ایک سال تک اِس قدر مال جمع رکھا تو دوسو پانچ درہم زکوٰۃ دے اور اگر کسی عام آدمی نے ایسا کیا تو پانچ درہم (جو کہ شرعی حکم ہے) ادا کرے۔

واضح ہو کہ اصلی زکوٰۃ تو شرعاً ہر شخص کے ذمّے اِس رقم کی فقط پانچ درہم ہیں مگر صوفی پر حضرت موصوفؒ نے تعلیماً اِس لیے سختی کی کہ طالبِ مولیٰ ومحبِّ حق کو جمعِ دُنیا سے کیا علاقہ، یہ اُس کی شان سے بالکل بعید ہے اِس لیے لازم ہے کہ دوسو درہم اصلی اور پانچ زائد بطورِ جرمانہ خیرات کرے۔ واقعی صاحبِ نصاب ہونا درویشی اور محبتِ حق کے بالکل خلاف ہے۔ اس مضمون کو چہل حدیث کی شرح (تحفۂ احمدیہ) میں ضرور ملاحظہ فرمائیے، قابل دید ہے اور بعضے شبہات کا نفیس جواب بھی وہاں دیا گیا ہے اور یہ بھی ضرور ہے کہ بغیر اختیارِ زُہد ایمان کامل اور رضائے الٰہی پورے طور پر اور نیز معرفتِ حق بھی حاصل نہیں ہوتی جس درجے کا قربِ خداوندی ہوگا اُسی درجے کا زُہد اور دُنیا سے بے رغبتی ہوگی، خود حالت رسول مقبول ﷺ کی اِن اُمور پر شاہدِ عدل ہے۔

(۴۸) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا يَافَاطِمَةُ تَدْرِيْنَ لِمَ سُمِّيْتِ فَاطِمَةَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لِمَ سُمِّيَتْ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ فَطَمَهَا وَذُرِّيَّتَهَا عَنِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (اخرجه الحافظ الدمشقی کذا فی عمدة التحقيق للعالم الفاضل ابراهيم العبيدی المالکی قدس سره)

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے (حضرت) فاطمہؓ سے فرمایا اے فاطمہ کیا تجھے معلوم ہے کہ کس وجہ سے تیرا نام فاطمہ رکھا گیا؟ (حضرت) علیؓ نے عرض کیا کس واسطے یہ نام رکھا گیا؟ فرمایا جناب رسول مقبول ﷺ نے، بیشک اللہ غالب اور بزرگ ضرور باز رکھے گا اُس کو اور اُس کی اولاد کو دوزخ سے قیامت کے دن۔

(۴۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ فَطَمَ ابْنَتِیْ فَاطِمَۃَ وَوَلَدَھَا وَمَنْ اَحَبَّھُمْ مِّنَ النَّارِ . (رواہ الامام علی بن موسی الرضٰی فی مسندہ کذا فی عمدۃ التحقیق)

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیشک اللہ نے باز رکھا میری بیٹی فاطمہ اور اُس کی اولاد اور جو اِن سب کو دوست رکھے، جہنم سے۔

(۵۰) عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ ھٰذَا مَلَکٌ لَّمْ یَنْزِلْ اِلَی الْاَرْضِ قَطُّ قَبْلَ ھٰذِہِ اللَّیْلَۃِ اِسْتَأْذَنَ رَبَّہٗ اَنْ یُّسَلِّمَ عَلَیَّ وَ یُبَشِّرَنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَۃَ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ . (رواہ الترمذی و قال ھٰذا حدیث غریب واعلمْ ان ھٰذا الحدیث طویل وانی نقلت ذٰلک القدر لضرورۃ المقام)

حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ یہ فرشتہ کبھی نہیں اُترا زمین پر قبل اِس رات کے، اُس نے اجازت چاہی اپنے پروردگار سے اِس بات کی کہ مجھ پر سلام کرے اور مجھے خوشخبری دے کہ بیشک فاطمہؓ سردار اہل جنت کی عورتوں کی ہے اور حسنؓ اور حسینؓ سردار جوانوں اہل جنت کے ہیں۔

ذکر حضرت مریمؑ و خدیجہؓ و فاطمہؓ و آسیہؑ :

(۵۱) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ قَالَ حَسْبُکَ مِنْ نِّسَآءِ الْعَالَمِیْنَ مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَ خَدِیْجَۃُ بِنْتُ خُوَیْلِدٍ وَ فَاطِمَۃُ بِنْتُ

مُحَمَّدٍ وَّاٰسِيَةُ امْرَأَةِ فِرْعَوْنَ . (رواه الترمذی)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کافی ہے تجھ کو (بزرگی اور فضیلت میں) تمام جہانوں کی عورتوں میں سے مریمؑ بیٹی عمران کی (یعنی والدہ صاحبہ حضرت عیسیٰؑ کی)، اور خدیجہؓ بنتِ خویلد (یعنی والدہ ماجدہ حضرت سیّدۃ النساءؓ) اور فاطمہؓ (صاحبزادی محمد ﷺ کی) اور (حضرت) آسیہؑ زوجۂ فرعون۔

یعنی یہ عورتیں بڑی بزرگ اور تمام عورتوں میں منتخب ہیں۔ حضرت آسیہؑ بڑی کامل بیوی تھیں باوجود خاوند کے کافر ہونے کے اپنا ایمان قائم رکھا۔ اِن کا حال کتب تاریخ اور بہشتی زیور حصۂ ہشتم میں ملاحظہ ہو اور یہاں سے یہ وہم نہ ہو کہ یہ سب ایک درجے کی ہیں کیونکہ یہاں فقط اظہارِ کمال مقصود ہے نہ کہ زیادتی کمی کا بیان اور حضرت فاطمہؓ سب سے افضل ہیں جیسا کہ یہ بات دلائل متقدمہ سے ثابت ہو چکی ہے۔ (جاری ہے)

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

قیامت کے دن ہر نعمت کے متعلق سوال ہوگا سوائے تین نعمتوں کے :

عَنْ اَبِیْ عَسِیْبٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلًا فَمَرَّ بِیْ فَدَعَانِیْ فَخَرَجْتُ اِلَیْہِ ، ثُمَّ مَرَّ بِاَبِیْ بَکْرٍ فَدَعَاہُ فَخَرَجَ اِلَیْہِ ، ثُمَّ مَرَّ بِعُمَرَ فَدَعَاہُ فَخَرَجَ اِلَیْہِ فَانْطَلَقَ حَتّٰی دَخَلَ حَائِطًا لِبَعْضِ الْاَنْصَارِ، فَقَالَ لِصَاحِبِ الْحَائِطِ اَطْعِمْنَا بُسْرًا فَجَآءَ بِعِذْقٍ فَوَضَعَہٗ فَاَکَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَاَصْحَابُہٗ ثُمَّ دَعَا بِمَآءٍ بَارِدٍ فَشَرِبَ، فَقَالَ لَتُسْأَلُنَّ عَنْ ھٰذَا النَّعِیْمِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ ، قَالَ فَاَخَذَ عُمَرُ الْعِذْقَ فَضَرَبَ بِہِ الْاَرْضَ حَتّٰی تَنَاثَرَ الْبُسْرُ قِبَلَ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ : ثُمَّ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّا لَمَسْئُوْلُوْنَ عَنْ ھٰذَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ قَالَ نَعَمْ اِلاَّ مِنْ ثَلٰثٍ خِرْقَۃٍ لَفَّ بِھَا الرَّجُلُ عَوْرَتَہٗ اَوْ کِسْرَۃٍ سَدَّ بِھَا جُوْعَتَہٗ اَوْ جُحْرٍ یَتَدَخَّلُ فِیْہِ مِنَ الْحَرِّ وَالْقُرِّ . (مسند احمد . شعب الایمان للبیھقی بحوالہ مشکوۃ ص ۳۶۹)

حضرت ابوعَسیبؓ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ ایسے ہوا کہ رسولِ اکرم ﷺ رات کے وقت گھر سے باہر تشریف لائے۔ میرے گھر سے آپ کا گزر ہوا تو آپ نے مجھے بلایا۔ میں (اپنے گھر سے) نکل کر آپ کے ساتھ ہولیا۔ پھر آپ کا گزر حضرت ابوبکرؓ کے گھر پر ہوا تو آپ نے اُنہیں بھی بلایا وہ بھی اپنے گھر سے نکل کر آپ کے ساتھ ہو لیے۔ اس کے بعد آپ کا گزر حضرت عمرؓ کے گھر سے ہوا تو آپ نے اُنہیں بھی بلالیا وہ بھی اپنے گھر سے نکل کر آپ کے ساتھ ہو لیے۔ پھر آپ ہم سب کو لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپ

ایک انصاری کے باغ میں پہنچے۔ آپ نے باغ کے مالک سے فرمایا کہ ہمیں کھجوریں کھلاؤ۔ باغ کے مالک نے کھجوروں کا ایک خوشہ لاکر (ہمارے سامنے) رکھ دیا۔ اُس میں سے رسول اکرم ﷺ نے بھی کھایا اور آپ کے صحابہؓ (یعنی ہم لوگوں) نے بھی کھایا۔ پھر آپ نے ٹھنڈا پانی منگوایا جو آپ نے اور ہم نے پیا۔ اِس کے بعد آپ نے فرمایا : یقینًا قیامت کے دن تم سے اِس نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ راوی حدیث کہتے ہیں کہ (یہ سن کر) حضرت عمرؓ نے کھجوروں کا خوشہ لیا اور اُس کو زمین پر دے مارا جس سے کھجوریں رسول اکرم ﷺ کی جانب بکھر گئیں۔ پھر آپؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ (ﷺ) کیا قیامت کے دن ہم سے اِس کے بارے میں سوال کیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں، ہر نعمت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ البتہ تین چیزوں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا۔ ایک تو وہ کپڑا جس سے آدمی اپنا ستر ڈھانپے، دُوسرے روٹی کا ٹکڑا جس کے ذریعہ اپنی بھوک دُور کرے، تیسرے وہ بل (چھوٹا سا مکان) جس میں گرمی اور سردی سے بچنے کے لیے گھس جائے۔

ف : حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فعل کہ آپ نے کھجوروں کا خوشہ زمین پر دے مارا، یہ آپؓ کی حالتِ جذب کا مظہر تھا جو قیامت کے دن ہر چھوٹی بڑی چیز اور ہر طرح کے جزی وکلی اُمور کے سوال و پُرسش کے سلسلہ میں خوفِ خدا اور مواخذۂ آخرت کی ہیبت کی وجہ سے اُن پر طاری ہوگئی تھی۔

قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن نکل کر کہے گی میں تین طرح کے لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں :

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَخْرُجُ عُنُقٌ مِّنَ النَّارِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَہٗ عَیْنَانِ تُبْصِرَانِ وَاُذُنَانِ تَسْمَعَانِ وَلِسَانٌ یَّنْطِقُ یَقُوْلُ اِنِّیْ وُکِّلْتُ بِثَلٰثَۃٍ بِکُلِّ جَبَّارٍ عَنِیْدٍ، وَبِکُلِّ مَنْ دَعَا مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا آخَرَ وَبِالْمُصَوِّرِیْنَ. (ترمذی ج۲ ص ۸۵ باب ما جاء فی صفة النار، مشکٰوۃ ص ۳۸۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا : قیامت کے دِن دوزخ میں سے ایک گردن نکلے گی (یعنی آگ کا ایک شرارہ لمبی گردن کی صورت میں نکلے گا) اُس گردن میں دیکھنے والی دو آنکھیں سننے والے دو کان اور بولنے والی زبان ہوگی۔ وہ کہے گی کہ میں تین طرح کے لوگوں پر مسلط کی گئی ہوں (یعنی اللہ تعالیٰ نے مجھے اِس بات پر متعین کیا ہے کہ میں اِن تین طرح کے لوگوں کو دوزخ میں کھینچ کر لے جاؤں اور لوگوں کے سامنے اِن کو ذلیل و رُسوا کر کے عذاب میں مبتلا کروں) اُن میں سے ایک طرح کے تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے حق کے ساتھ تکبر و عناد کا برتاؤ کیا (یعنی دُنیا میں اُن پر حق ظاہر ہوا مگر اُنہوں نے حق کو قبول نہیں کیا) دُوسری طرح کے لوگوں میں ہر وہ شخص شامل ہے جس نے اللہ کے ساتھ دُوسرے معبود کو پکارا ہے اور تیسری طرح کے وہ لوگ ہیں جو تصویر ساز ہیں۔''

ف : موجودہ دَور میں تصویر کا جس قدر شیوع اور پھیلاؤ ہوا ہے شاید ہی کسی دَور میں ایسا ہوا ہو۔ ہمارے معاشرہ میں تصویر کو لوگ کلچر و ثقافت کا ایک حصہ سمجھنے لگے ہیں۔ کوئی تقریب، کوئی محفل، کوئی پروگرام، کوئی تہوار ہو تصویر اِس کا لازمہ بن گئی ہے۔ مکان ہو یا دُکان، بازار ہو یا میدان، اخبار ہو یا رسالہ ہر جگہ تصویر نظر آتی ہے حتی کہ پہننے کے کپڑوں پر، سونے کے کمبلوں پر، کھانے پینے کے برتنوں پر، بیمار کی دواؤں پر، بچوں کی گولی ٹوفی پر، عید مبارک کے کارڈوں پر، ایڈینٹی کارڈوں پر، شناختی کارڈوں پر، پاسپورٹوں پر، روپیہ پیسوں پر، جدھر دیکھیے تصویریں ہی تصویریں ہیں اور اَب تو مرنے والے بھی اِس سے محفوظ نہیں رہے۔ اُن کی بھی باقاعدہ مووی بنتی ہے۔ غمی اور خوشی کے سب لمحات شادی بیاہ کی ہر تقریب وی سی آر کی زد میں آ گئے ہیں اور اِس بہانے فحاشی اور عریانی کا وہ طوفان برپا ہے کہ الامان والحفیظ۔

جبکہ احادیثِ مبارکہ میں تصویر سازی پر انتہائی سخت وعیدیں وَارد ہوئی ہیں۔ ایک حدیثِ پاک میں آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا : اُس گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا اور تصویر ہو۔ (بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ ص ۳۸۵)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ کے یہاں سب سے زیادہ سخت عذاب تصویر بنانے والوں کو ہوگا۔(بخاری و مسلم بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۸۵)

ایک بڑی حدیث میں آپ کا یہ اِرشاد نقل کیا گیا ہے کہ جو شخص تصویر بناتا ہوگا اُسے (آخرت میں) عذاب دیا جائے گا اور اُسے اِس بات پر مجبور کیا جائے گا کہ وہ اِس تصویر میں رُوح پھونکے حالانکہ وہ ہرگز رُوح نہیں پھونک سکے گا۔(بخاری بحوالہ مشکوٰۃ ص ۳۸۶)

اِن کے علاوہ بھی بہت سی احادیث میں تصویر کے متعلق شدید وعیدیں آئی ہیں۔اِن کی موجودگی میں ہمیں چاہیے کہ ہم بلاضرورتِ شدیدہ تصویر کھینچنے کھنچوانے سے بچیں اور کسی ایسی تقریب میں شریک نہ ہوں جہاں تصویریں کھنچتی اور مووی بنتی ہو۔ضرورتِ شدیدہ کے موقع پر جیسے شناختی کارڈ اور پاسپورٹ وغیرہ کے لیے تصویر کھنچوانے کی علماء نے اجازت دی ہے۔

تین باتیں حق ہیں :

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا شَتَمَ اَبَابَکْرٍ وَالنَّبِیُّ ﷺ جَالِسٌ یَتَعَجَّبُ وَیَتَبَسَّمُ فَلَمَّا اَکْثَرَ رَدَّ عَلَیْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ فَغَضِبَ النَّبِیُّ ﷺ وَقَامَ فَلَحِقَهٗ اَبُوْبَکْرٍ وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ کَانَ یَشْتِمُنِیْ وَاَنْتَ جَالِسٌ فَلَمَّا رَدَدْتُّ عَلَیْهِ بَعْضَ قَوْلِهٖ غَضِبْتَ وَقُمْتَ ، قَالَ کَانَ مَعَکَ مَلَکٌ یَرُدُّ عَلَیْهِ فَلَمَّا رَدَدْتَّ عَلَیْهِ وَقَعَ الشَّیْطَانُ ثُمَّ قَالَ یَااَبَابَکْرٍ ثَلٰثٌ کُلُّهُنَّ حَقٌّ، مَا مِنْ عَبْدٍ ظُلِمَ بِمَظْلِمَةٍ فَیُغْضِیْ عَنْهَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا اَعَزَّ اللّٰهُ بِهَا نَصْرَهٗ ، وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ عَطِیَّةٍ یُرِیْدُ بِهَا صِلَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا کَثْرَةً ، وَمَا فَتَحَ رَجُلٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ یُّرِیْدُ بِهَا کَثْرَةً اِلَّا زَادَ اللّٰهُ بِهَا قِلَّةً . (مسند احمد بحواله مشکوٰة ص ۴۳۳)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نبی کریم ﷺ (صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ) تشریف فرما تھے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بُرا بھلا کہنا شروع

کردیا۔ آنحضرت ﷺ (اِس کی سخت وسُست باتوں کو سن کر) حیرت کرتے اور مسکراتے تھے یہاں تک کہ وہ شخص بُرا بھلا کہنے میں حد سے گزر گیا تو ابوبکرؓ نے بھی اِس کی بعض باتوں کا جواب دیا۔ اِس پر نبی کریم ﷺ ناراض ہوگئے اور وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ کے پیچھے پیچھے حضرت ابوبکرؓ بھی آگئے اور (خدمت اقدس میں حاضر ہوکر) عرض کیا کہ یارسول اللہ (ﷺ) جب وہ شخص مجھ کو بُرا بھلا کہہ رہا تھا تو آپ وہاں بیٹھے رہے لیکن جب میں نے اُس کی بعض باتوں کا جواب دیا تو آپ ناراض ہوگئے اور وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے (اِس میں آپ کے نزدیک کیا حکمت تھی)۔ آپ ﷺ نے فرمایا (اصل بات یہ ہے کہ جب تک تم خاموش رہے تو) تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو (تمہاری طرف سے) اِس کو جواب دے رہا تھا، مگر جب تم نے خود جواب دیا (اور اِس طرح نفس کی خواہش کا عمل دخل ہوگیا) تو شیطان درمیان میں کود پڑا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: تین باتیں ہیں اور وہ سب حق ہیں، ایک تو یہ کہ جو بندہ کسی ظلم کا شکار ہوتا ہے اور محض اللہ (کی رضا اور اُس کے ثواب کی طلب) کے لیے اُس ظالم سے چشم پوشی کرتا ہے (یعنی اُس سے درگزر کرتا ہے اور بدلہ لینے کو ترک کرتا ہے یا اُس کے معاملہ کو خدا کے سپرد کر کے دُنیا میں اُس سے کوئی مطالبہ نہیں کرتا یا اُس کو معاف ہی کردیتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اِس ظلم کے سبب (یا اُس کے وصفِ چشم پوشی کے سبب) دُنیا و آخرت میں اپنی مدد کے ذریعہ اُس بندے کو مضبوط و قوی بنادیتا ہے۔ دوسرے یہ کہ جو بندہ اپنی عطا و بخشش کا دروازہ کھولتا ہے تاکہ اِس کے ذریعہ (اپنے قرابت داروں اور مسکینوں کے ساتھ) احسان اور نیک سلوک کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کی عطا و بخشش کے سبب اُس کے مال و دولت میں (ظاہری و باطنی خیر و برکت کی صورت میں) اضافہ کرتا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ جو شخص سوال و گدائی کا دروازہ کھولتا ہے تاکہ اِس کے ذریعہ اپنی دولت کو بڑھائے (یعنی اُس کا لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرنا

حاجت وضرورت کی بناء پر نہیں ہوتا محض اپنے مال و دولت میں اضافے کی خاطر ہوتا ہے) تو اللہ تعالیٰ اُس کی گدائی کے سبب اُس کے مال و دولت کو اور کم کردیتا ہے (یعنی خواہ ظاہری طور پر اُس کے مال و دولت کو نقصان و بربادی سے دوچار کرتا ہے یا اُس کی خیر و برکت سے اِس طرح محروم کردیتا ہے کہ وہ ہر وقت اپنے مال میں کمی و نقصان کو محسوس کرتا رہتا ہے)۔

وفیات

☆ ۲۲ر نومبر ۲۰۰۷ء کو شیخ الحدیث باب العلوم کہروڑ پکا حضرت مولانا عبدالمجید مدظلہم کی اہلیہ محترمہ طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرما کر جنت میں اعلیٰ مقام عطاء فرمائے۔ حضرت مولانا کو اِس حادثہ پر صبر جمیل اور اَجر عظیم عطاء فرمائے۔

☆ تاخیر سے موصولہ اطلاع کے مطابق مولانا رشید احمد صاحب لدھیانوی کی اہلیہ صاحبہ ۲۷ر جنوری کو طویل علالت کے بعد وفات پاگئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مرحومہ رئیس اَحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی تھیں اور بہت نیک سیرت خاتون تھیں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرما کر پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔

☆ محترم ڈاکٹر سعید احمد مستنصر صاحب کی پھوپی صاحبہ بھی گزشتہ دِنوں وفات پاگئیں۔ نیز فاضل جامعہ مدنیہ جدید مولوی علی صاحب کی نانی صاحبہ سابق طالب علم جامعہ مدنیہ جدید مولوی مشتاق صاحب کی والدہ صاحبہ اور جواں سالہ ہمشیرہ چند گھنٹوں کے وقفہ سے آگے پیچھے وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر پسماندگان کو صبر جمیل عطاء فرمائے۔ اہلِ ادارہ سب کے غم میں برابر کے شریک ہیں۔

جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصالِ ثواب اور دُعائے مغفرت کرائی گئی، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

قسط : ۱

اِجماعِ اُمت اور قیاسِ شرعی کے منکر غیر مقلدین (اہلحدیثوں) سے چند سوالات

﴿ پروفیسر میاں محمد افضل، ساہیوال ﴾

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم اما بعد ! حضراتِ گرامی! خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ہمیں انسان بنایا۔ پھر انسانوں میں سے ہمیں مسلمان بنایا پھر مسلمان فرقوں میں سے ہمیں ''اہلِ سنت والجماعت'' بنایا۔ **فَلِلّٰہ الحمد .**

ہمارے دین کا نام اِسلام ہے۔ ایک مرتبہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''بنی اسرائیل کے ۷۲ فرقے ہوئے تھے اور میری اُمت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ اُن میں سے صرف ایک نجات پانے والا ہوگا۔'' صحابہ کرامؓ نے پوچھا وہ کونسا فرقہ ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ''جو میرے اور میرے صحابہؓ کے طریقہ پر ہوگا'' (ترمذی شریف)۔ ایک دوسری روایت میں جو " **الملل والنحل** " کے صفحہ ۳ پر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ''نجات پانے والا گروہ اہل سنت والجماعت ہوگا۔'' اِن احادیث سے معلوم ہوا کہ ہمارا نام ''اہلِ سنت والجماعت'' رسولِ اکرم ﷺ نے خود رکھا ہے بخلاف دوسرے گروہوں کے ناموں کے کہ اُن کے نام اُنہوں نے خود رکھے ہیں یا کسی سامراجی طاقت جیسے انگریز وغیرہ نے رکھے ہیں۔

پھر اہلِ سنت والجماعت کے چار امام ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ۔ اس لیے اہل سنت والجماعت چار مسالک ہیں۔ مسلک حنفی، مسلک مالکی، مسلک شافعی اور مسلک حنبلی۔ چاروں ائمہ کرامؒ کا باہمی اختلاف حق و باطل کا نہیں بلکہ خطا وثواب (صحیح اور غلط) کا ہے۔ ہر مقلد اپنے امام کے بارے میں یہ حسنِ ظن رکھتا ہے کہ اختلافی مسائل میں اُن کے امام کا اجتہاد صحیح ہے لہٰذا اُسے حدیث بخاری ج ۲ صفحہ ۱۰۹۲ کے مطابق دو اَجر ملے، ایک اجتہاد کرنے کا دوسرا اجتہاد کے صحیح ہونے کا اور دوسرے امام کو صرف ایک اَجر ملا اجتہاد کرنے کا۔ اب جس غیر مجتہد شخص نے مذاہبِ اربعہ میں سے جس مذہب کی بھی تقلید کرلی وہ راہِ نجات پاگیا اور اپنی منزل ''دینِ اسلام'' تک پہنچ گیا۔

اہل سنت والجماعت کے مذاہبِ اربعہ کا اِس بات پر اتفاق ہے کہ دین اسلام کو سمجھنے کے لیے چار دلائل ضروری ہیں۔ یعنی قرآن، سنت، اجماع اور قیاسِ شرعی۔ سب سے پہلے قرآنِ پاک سے رہنمائی لی جائے گی۔ اگر اُس میں مسئلہ واضح نہیں تو سنتِ رسول اللہ ﷺ اور سنت خلفائے راشدین میں مسئلہ تلاش کیا جائے گا۔ (یاد رہے کہ حضور ﷺ نے میری حدیث کی پیروی کرو، کہیں بھی نہیں فرمایا۔ جہاں بھی فرمایا اپنی اور خلفائے راشدین کی سنت کی اتباع کا حکم دیا کیونکہ سنت احادیث میں ہی پائی جاتی ہے لیکن ہر حدیث سنت نہیں ہوتی۔ جیسے آپ ﷺ نے کھڑے ہوکر پیشاب فرمایا یہ حدیث ہے سنت نہیں۔ آپ ﷺ نے جوتا پہن کر نماز پڑھی یہ حدیث ہے سنت نہیں۔ آپ ﷺ نے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی یہ حدیث ہے سنت نہیں۔ کیونکہ حدیث منسوخ ہوسکتی ہے لیکن سنت منسوخ نہیں ہوتی۔ حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ سو جاتے تھے لیکن آپ ﷺ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا۔ ایسے ہی آپ ﷺ صومِ وصال رکھتے تھے صحابہ کرامؓ نے رکھنے کی کوشش کی تو آپ ﷺ نے منع فرمادیا۔ آپ ﷺ نے بیک وقت نو نکاح فرمائے لیکن ہم ایسا نہیں کر سکتے۔ ایسے ہی آپ ﷺ بغیر مہر کے نکاح کر سکتے تھے لیکن ہمارے لیے ایسا کرنا جائز نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ اس قسم کی تمام احادیث آپ ﷺ کی ذات کے ساتھ مخصوص تھیں اُمت کے لیے سنت نہیں ہیں)۔

اگر کوئی مسئلہ سنت سے بھی واضح نہ ہو تو تمام صحابہ کرامؓ جس بات پر متفق ہو گئے ہوں وہ بات دین بن جائے گی جیسے فاروقِ اعظمؓ نے اپنے دَورِ خلافت کے آغاز میں اُمتِ مسلمہ کو بیس تراویح پر اکٹھا کر دیا۔ کسی ایک صحابیؓ نے بھی اِس کی مخالفت نہیں کی۔ ابن تیمیہؒ اپنے فتاوٰی صفحہ ۴۰۱ ج ۲ پر اور غیر مقلد نواب صدیق الحسن خاں بھی عون الباری صفحہ ۳۰۷ ج ۲ پر اِس اجماع کا ذکر کرتے ہیں۔ ایسے ہی حضرت عمرؓ نے تمام مسلمانوں کو تین طلاقوں کے بعد رُجوع کرنے سے منع کر دیا خواہ تین طلاقیں ایک مجلس میں دی ہوں یا مختلف مجالس میں۔ وہ سنت طریقہ سے دی گئی ہوں یا بدعی طریقہ سے۔ کسی صحابیؓ نے اِس پر انکار نہیں کیا۔ ایسے ہی آج کے تمام علماء متفق ہیں کہ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ تو معلوم ہوا کہ صحابہ کرامؓ یا اُمت کے علماء جس مسئلہ پر اکٹھے ہو جائیں وہ بھی دین بن جاتا ہے اِسی کو ''اِجماعِ اُمت'' کہتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آجائے جس میں قرآن وسنت اور اجماعِ اُمت رہنمائی نہ کریں تو ائمہ مجتہدین اُس مسئلہ میں قرآن وسنت کے اُصولوں کو سامنے رکھ کر اجتہاد کریں گے پھر ہر مجتہد اپنے اجتہاد پر عمل کرے گا اور عام آدمی کسی مجتہد کی تقلید کرے گا۔ اس قسم کے

اجتہاد کو ''قیاسِ شرعی'' کہتے ہیں۔ مجتہد اپنے قیاس سے کوئی نئی چیز ثابت نہیں کرتا بلکہ قرآن و سنت کے پوشیدہ مسئلے کو عوام کے سامنے ظاہر کر دیتا ہے اِسی لیے کہا جاتا ہے کہ قیاس مُثبِتْ نہیں ہوتا بلکہ مُظْہِرْ ہوتا ہے۔

مندرجہ بالا حقائق سے معلوم ہوا کہ اہل سنت والجماعت کے مذاہبِ اَربعہ میں دین میں چار چیزیں حجت ہیں یعنی قرآن، سنت، اجماع اور قیاسِ شرعی۔ اہل سنت والجماعت میں سے کوئی بھی اِن میں سے کسی ایک کا بھی منکر نہیں۔ اُصولِ فقہ کی کوئی چھوٹی سی کتاب بھی اُٹھالیں اُس میں اِن دلائل اربعہ سے ہی بحث ہوگی۔ برصغیر پاک و ہند میں جب سے اسلام آیا یہاں پر دینِ اسلام کے تمام احکام اور عبادات فقہ حنفی کے مطابق ہی ادا کی جاتی تھیں۔ تمام مسلمان فقہ حنفی کے پیروکار تھے اور دین کی چاروں حجتوں سے رہنمائی حاصل کرتے تھے۔ کیونکہ یہاں پر ہر شعبہ میں مذہب حنفی رائج تھا۔ علماء، قضاۃ، حکام، بادشاہ اور سب عوام اِسی مذہب کے پیروکار تھے اِس لیے تمام دینی و دُنیوی معاملات باحسن وجوہ سرانجام پاتے تھے اور کوئی بھی مذہب حنفی سے سرتابی کرنے کی جسارت نہ کرتا تھا۔

لیکن جب برصغیر میں انگریز کی منحوس حکومت قائم ہوئی تو اُس نے آزادیٔ مذہب کا نعرہ لگا کر کچھ مفاد پرست اور کچھ سادہ لوح مسلمانوں کو مذہبِ حنفی سے بغاوت پر آمادہ کر لیا۔ انگریز کا مقصد یہ تھا کہ مساجد کا سکون تباہ و برباد ہو اور مسلمان باہم دست و گریبان ہو جائیں تاکہ وہ اپنی پالیسی ''لڑاؤ اور حکومت کرو'' پر کاربند ہو سکے۔ چنانچہ اُن لوگوں نے انگریز کو راضی کرنے کے لیے مساجد کو دَنگا و فساد کا مرکز بنا دیا۔ جن احادیث پر احناف اِس لیے عمل نہیں کرتے تھے کہ وہ اُن کے امام کے ہاں سنت نہیں ہیں اُن شاذ احادیث کو مساجد میں پڑھا جاتا اور کہا جاتا کہ حنفی اِس حدیث کے خلاف نماز پڑھتے ہیں یا اِس حدیث کو نہیں مانتے۔ فقہ حنفی کے اِجماعی اور قیاسی مسائل کے لیے بھی حدیث کا مطالبہ کیا جاتا جو کہ سراسر باطل تھا۔ کیونکہ ہمارے نزدیک قرآن و سنت کے بعد اجماعِ اُمت اور قیاسِ شرعی بھی دین کے لیے حجت ہیں۔ الغرض عوام کو پریشان کرنا اُن لوگوں کا وطیرہ بن گیا۔ دوسرے لفظوں میں اُنہوں نے دلائل شرعیہ میں سے آخری دو دلائل کا مکمل انکار کر دیا اور سنت کی بجائے حدیث کے لفظ پر زور دینا شروع کر دیا حالانکہ ہر حدیث سنت نہیں ہوتی جبکہ دلائل شرعیہ میں سنت رسول ﷺ شامل ہے نہ کہ حدیثِ رسول ﷺ۔

اُن لوگوں نے پہلے اپنا نام ''محمدی'' رکھا لیکن لوگ انہیں عبدالوہاب نجدیؒ کی طرف منسوب کر کے

''وہابی'' کہنے لگے اِس لیے محمدی نام نہ چل سکا تو پھر مولانا محمد حسین بٹالوی نے اپنی فی سبیل اللہ فساد والی خدمات کا واسطہ دے کر لیفٹننیٹ گورنر پنجاب کے ذریعے وائسرائے ہند کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ ہمیں ''وہابی'' کی بجائے ''اہل حدیث'' کا نام الاٹ کیا جائے۔ اِس درخواست پر سرفہرست میاں نذیر حسین دہلوی کے دستخط تھے اور نیچے تمام ارکانِ جماعت نے اپنے اپنے دستخط ثبت کیے۔ چنانچہ اِس درخواست پر حکومتِ برطانیہ نے اُن کی خدمات کو پیش نظر رکھ کر ۱۸۸۸ء میں اُن کے لیے ''اہل حدیث'' کے نام کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا۔ (پروفیسر محمد ایوب قادری کی مشہور کتاب ''جنگ آزادی ۱۸۵۷ء صفحہ ۶۵۔۶۶)

انگریز چلا گیا لیکن تمام مقلدین کے خلاف عمومًا اور احناف کے خلاف خصوصًا اُن کی ریشہ دوانیاں تاحال جاری بلکہ ترقی پذیر ہیں۔ حنفی عوام کو اُن کے علماء سے بدظن کرنے کے لیے فقہ حنفی کا کوئی مسئلہ اُن کے سامنے رکھ کر کہیں گے کہ یہ مسئلہ فلاں حدیث کے خلاف ہے یا جو حدیث ہمارے نزدیک شاذ کے درجے میں ہے اور قابل عمل نہیں اُسے عوام کے سامنے پیش کر کے اُنہیں حنفی علماء سے متنفر کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ فقہ حنفی کا کوئی مسئلہ قرآن سے ثابت ہوتا ہے کوئی سنت سے اور کوئی مسئلہ اجماعِ اُمت اور قیاسِ شرعی وغیرہ سے ثابت ہوتا ہے۔ اِس لیے ہم سے ہر مسئلہ میں حدیث کا مطالبہ کرنا انتہائی بددیانتی اور ڈھٹائی ہے۔ ہم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے تو ہم دلائل اربعہ میں سے اُس کا ثبوت پیش کرنے کے پابند ہیں، صرف قرآن و حدیث سے نہیں۔ لیکن یہ لامذہب غیر مقلد لوگ چونکہ اجماعِ اُمت اور قیاسِ شرعی کے منکر ہیں اور اُنہیں حجت نہیں مانتے جیسا کہ پروفیسر حافظ عبد اللہ بہاولپوری اور مولانا محمد جوناگڑھی کی کتابوں سے واضح ہے اِس لیے ہمیں حق پہنچتا ہے کہ ہم اُن سے ہر مسئلہ کا ثبوت قرآن پاک کی صریح آیت یا صحیح صریح غیر معارض حدیث سے مانگیں۔ اگر قرآن و حدیث سے جواب دے دیں تو بہتر۔ بصورتِ دیگر اُن کا عمل بالقرآن والحدیث کا دعویٰ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا ہو جائے گا۔ (جاری ہے)

قسط : ۳

یہودی خباثتیں

﴿ تحریر : فلسطینی مفکر عبداللہ التل ، ترجمہ و تلخیص : مولانا سیّد سلمان حسینی ندوی ﴾

انسانی خون لینے کی اہم وَارداتیں :

یہودیوں کے غیر یہودیوں کو ذبح کرنے کے جتنے واقعات ہیں وہ ریکارڈ میں نہیں آسکے۔ کیونکہ یہ کارروائیاں نہایت رازداری کے ساتھ انجام دی جاتی رہیں۔ اکثر ملکوں کے ذمّہ داروں کا تو اِدھر ذہن بھی نہیں گیا۔ بے شمار مفقود بچوں کا کچھ اَتہ پتہ نہ لگ سکا اور یہ سمجھ لیا گیا کہ عام مافیا گروہوں کی یہ کارستانیاں ہیں۔

برطانوی مجاہد اور جرأت مند صاحب قلم ''آرنلڈ لیز'' نے پہلی مرتبہ اپنی ایک کتاب کے ذریعہ یہودیوں کے اِن مجرمانہ واقعات اور خونچکاں حادثات پر سے پردہ ہٹایا۔ اُن کی کتاب Jewish Ritual Murder اشاعت ۱۹۳۸ء نے تاریخی تسلسل کے ساتھ اُن واقعات کو ریکارڈ کر کے دُنیا کو حیران کر دیا۔ چند واقعات درج ذیل ہیں :

بتاریخ ۱۱۴۴ء نوروچ Norwich برطانیہ میں :

ایک ۱۲ سالہ بچے کی لاش ایک درخت کے نیچے پائی گئی جس کا خون مختلف جگہوں پر کچو کے لگا کر نکالا گیا تھا۔ یہ واقعہ یہودیوں کے تہوار کے موقع پر پیش آیا تھا۔ اِس کیس میں شہر کے میئر نے رشوت لے کر یہودیوں کو مقدمہ سے بچالیا اور اُس بچہ کو جسے بھینٹ چڑھایا گیا ''سینٹ ولیم'' کا نام دیا گیا۔

بتاریخ ۱۱۶۰ء Gloucester برطانیہ میں :

''ہارولڈ'' نامی ایک بچہ کی لاش ملی جس کے جسم کے اُن مقامات پر جن کو سولی دینے کے لیے نشانہ ظلم بنایا جاتا ہے، زخمی کر کے خون نکالا گیا تھا۔

بتاریخ ۱۱۷۱ء Blois فرانس میں :

یہودیوں کے تہوار کے موقع پر ایک عیسائی بچہ کی لاش نہر میں پڑی ملی جس کا خون مذہبی رسوم کی

ادائیگی کے لیے نکالا گیا تھا۔ چند یہودی مجرموں کا یہ جرم ثابت ہوگیا اور اُنہیں موت کی سزا دی گئی۔

بتاریخ ۱۱۷۹ء Pontoise فرانس میں :

''رچرڈ'' نامی ایک بچہ کا خون جسم کے آخری قطرہ تک نکال لیا گیا پھر پیرس کے کلیسائے شہداء میں اُس کی لاش لے جائی گئی اور اسے SAINT (مقدس) کا لقب دے دیا گیا۔

بتاریخ ۱۱۸۱ء Burgest Edmunds برطانیہ میں :

یہودی تہوار کے لیے ایک بچہ کا خون نکالا گیا اور اُس کی لاش کو معصوم شہداء کے پہلو میں شہر کے معروف گرجا میں دفن کردیا گیا۔

بتاریخ ۱۱۹۲ء Winchester برطانیہ میں :

ایک بچہ کی لاش ملی جس کو یہودی تہوار کے لیے سولی دی گئی تھی۔

بتاریخ ۱۱۹۲ء Braine فرانس میں :

ایک عیسائی نوجوان کو چوری کے الزام میں ''کونٹس آف ڈرو'' نے یہودیوں کے ہاتھ فروخت کردیا۔ یہودیوں نے اُس کو ذبح کر کے اُس کا خون لے لیا۔ بادشاہ فیلیپ نے اِس مقدمہ کی کارروائی خود انجام دی اور یہودی مجرموں کو زندہ جلوادینے کا حکم جاری کیا۔

بتاریخ ۱۲۳۲ء Winchester برطانیہ میں :

ایک سولی زدہ عیسائی بچہ کی لاش ملی جس کو مذہبی رسم کے لیے مارا گیا تھا، اِس واقعہ کا تذکرہ متعدد تاریخی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔

بتاریخ ۱۲۳۵ء Norwich برطانیہ میں :

یہودیوں نے ایک بچہ کو چرالیا اور اُس کو ذبح کرنے کی تیاری کرنے لگے، ذبح کرنے سے پہلے جس وقت وہ اُس کا ختنہ کررہے تھے، سنگدل مجرم گرفتار کرلیے گئے۔

بتاریخ ۱۲۳۵ء Fulda جرمنی میں :

پانچ بچوں کی لاشیں ملیں جنھیں ذبح کیا گیا تھا۔ یہودیوں نے اِعتراف کیا کہ اُنہوں نے بعض

اُمراض کے علاج اور طبی مقاصد کے لیے اِن کا خون لیا تھا جس کے بعد اُن کے خلاف سخت انتقامی کارروائی ہوئی اور بڑی تعداد میں یہودی قتل کیے گئے۔

بتاریخ ۱۲۴۴ء London برطانیہ میں :

سینٹ بنڈکٹ کے مقبرہ میں ایک بچہ کی لاش ملی جس کے جسم سے خون کا ایک ایک قطرہ نکالا جاچکا تھا۔

بتاریخ ۱۲۴۷ء Valreas برطانیہ میں :

دو سال کی عمر کے ایک بچہ کی لاش ملی جس کی گردن، قدم اور کلائی میں زخم دے کر اُس کا خون نکالا گیا تھا، یہودیوں نے اعترافِ جرم کیا کہ اُنہوں نے ضرورت کے تحت ایسا کیا اور یہ نہیں بتایا کہ وہ اِس کو مذہبی مراسم میں کس طرح استعمال کرتے ہیں۔ ''پوپ سینٹ انو چہارم'' کا کہنا ہے کہ اِس کیس میں تین یہودیوں کو سزائے موت ہوئی۔ یہودی انسائیکلوپیڈیا جلد۳ صفحہ ۲۶۱ پر اِس کا تذکرہ ہے کہ اُن کے اعترافِ جرم کے بعد اُن کو سزائے موت دی گئی۔

بتاریخ ۱۲۵۰ء Saragossa اسپین میں :

ایک سولی زدہ بچہ کی لاش ملی جس کا خون نکالا گیا تھا، کلیسا نے اِس کو سینٹ (Saint) قرار دیا۔

بتاریخ ۱۲۵۵ء Linkoln برطانیہ میں :

یہودیوں نے اپنے تہوار کے موقع پر ایک عیسائی بچہ کو جس کا نام Hogh تھا اغوا کیا، اُس کو تکلیف دے کر خون نکال کر سولی پر چڑھایا۔ اُس کے والد کو اپنے بچہ کی لاش Joppin نامی ایک یہودی کے مکان کے پاس ایک کنویں میں ملی۔ دورانِ تحقیق اُس یہودی نے اپنے ساتھیوں کے نام بتانے کے ساتھ اعترافِ جرم کیا۔ ۹۱ یہودیوں پر مقدمہ قائم ہوا اور ۱۸ یہودیوں کو سزائے موت دی گئی۔ بادشاہ ہنری سوم نے اُس گواہ کو معاف کرنے کی درخواست رَد کردی اور اُسے بھی سزائے موت دی گئی۔ پھر کلیسا نے اُس معصوم بچہ کا اعزاز کرتے ہوئے اور اُس کو شہیدوں میں شمار کرتے ہوئے لنکن کیتھڈرل میں اُس کو دفن کروایا۔

بتاریخ ۱۲۵۷ء London برطانیہ میں :

ایک بچہ کی لاش ملی جس کی گردن اور کلائی میں زخم دے کر اُس کا خون نکالا گیا تھا۔

بتاریخ ۱۲۶۱ء Baden جرمنی میں :

ایک بوڑھی عورت نے ایک سات سالہ بچی کو یہودیوں کے ہاتھ بیچ دیا، جنہوں نے اُس کا خون نکال کر اُسے دریا میں پھینک دیا۔ اُس بڑھیا کو اُس کی بیٹی کی گواہی کی بنیاد پر گرفتار کیا گیا۔ کئی یہودیوں کو سزائے موت دی گئی۔ دو یہودیوں نے خودکشی کرلی۔ بچی کو ''سینٹ'' کا لقب دیا گیا۔

بتاریخ ۱۲۷۶ء London برطانیہ میں :

ایک بچہ کی لاش ملی جس کے جسم سے فنکارانہ طریقہ پر ہر قطرۂ خون نکالا جاچکا تھا۔

بتاریخ ۱۲۷۹ء Northomton برطانیہ میں :

ایک بچہ کی لاش پائی گئی جس کا خون نکالا گیا تھا۔ یہودیوں پر مقدمہ دائر ہوا اور پچاس مجرم یہودیوں کو گھوڑوں کی دُموں سے باندھ کر گھسیٹا گیا، پھر سولی دی گئی۔

بتاریخ ۱۲۸۶ء Oberwesel جرمنی میں :

یہودیوں نے اپنے تہوار کے لیے ایک عیسائی بچہ کو جس کا نام Werner تھا، تین دن تک اَذیتیں دیں پھر اُسے اُلٹا لٹکا کر اُس کا خون نکالا گیا۔ لاش دریا میں ملی، بچہ کو ''سینٹ'' قرار دیا گیا اور اُس کی موت کی تاریخ ۱۹؍اپریل کو اِس گھناؤنے جرم میں یاد کیا جانے لگا۔

بتاریخ ۱۲۸۷ء Berne سویزرلینڈ میں :

یہودیوں نے ''اُوڈلف'' نامی ایک بچہ کو اپنے تہوار میں Matler نامی ایک مالدار یہودی کے گھر میں ذبح کیا۔ بعد میں یہودیوں کو اعترافِ جرم کرنا پڑا اور اُن کی ایک بڑی تعداد کو سزائے موت دی گئی۔ بچہ کو ''سینٹ'' بنادیا گیا اور شہر میں ایک اسٹیچو نصب کیا گیا جس میں دِکھایا گیا کہ ایک یہودی ایک چھوٹے بچہ کو کھا رہا ہے۔ یہ اسٹیچو یہودیوں کے محلّہ میں اُن کے بدترین جرائم کی یاد میں لگایا گیا۔

بتاریخ ۱۲۸۸ء Troyes فرانس میں :

یہودی مذہبی مراسم کے طریقہ پر ایک بچہ کو ذبح کیا گیا۔ یہودیوں پر مقدمہ چلا اور ۱۳؍ یہودیوں کو زندہ جلا کر مارا گیا۔ دیکھئے یہودی انسائیکلوپیڈیا جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۷۔

بتاریخ ۱۲۹۰ء Oxford میں :

یہودیوں نے ۲۱ رجنوری کو ایک عیسائی بچہ کو ذبح کر کے خون نکالا۔ جرم کا ثبوت فراہم ہونے پر بادشاہ ایڈورڈ اَوّل نے واقعہ کے ایک مہینہ کے بعد پورے برطانیہ سے یہودی مجرموں کے اِنخلاء کا حکم دیا۔ اِس واقعہ نے انگریزوں کا پیمانہ صبر چھلکا دیا اور انہوں نے بالکلیہ یہودیوں سے گلوخلاصی کا فیصلہ کیا۔

بتاریخ ۱۴۶۳ء Innsbruck آسٹریلیا میں :

Andreas نامی ایک بچہ کو یہودیوں کے ہاتھوں بیچا گیا جس کو اُنہوں نے جنگل میں ایک چٹان پر ذبح کیا اور اُس کا خون استعمال کیا۔ جرم ثابت ہوگیا لیکن یہودی بھاگنے میں کامیاب ہوگئے اور مقدمہ نہیں چل سکا۔

بتاریخ ۱۴۶۸ء Segovia اسپین میں :

ایک عیسائی بچہ کا خون نکال کر یہودیوں نے اُسے سولی پر چڑھا دیا۔ عدالت میں جرم ثابت ہوا اور متعدد یہودیوں کو موت کی سزا ہوئی۔

بتاریخ ۱۴۷۵ء Trent اٹلی میں :

سیمون نامی ایک تین سالہ بچہ غائب ہوگیا۔ جب یہودیوں پر الزام لگنے لگا تو اُنہوں نے ایک تالاب سے اُس کی لاش نکال کر دکھائی تاکہ یہ ثابت ہوجائے کہ یہ ڈوب کر مرگیا لیکن تحقیقات سے یہ ثابت ہوگیا کہ اُس بچہ کی گردن، کلائی اور پیروں میں زخم لگا کر اور اُس کا خون نکال کر اُس کی لاش تالاب میں پھینکی گئی ہے۔ یہودیوں نے اپنے جرم کا اعتراف کیا اور اُس کا جواز یہ کہہ کر پیش کیا کہ اُنہیں اپنے مذہبی مراسم اور تہوار کی روٹی کے لیے اِس کی ضرورت تھی۔ اس جرم کی پاداش میں سات یہودیوں کو سزائے موت ہوئی اور سیمون کو ''سینٹ'' قرار دیا گیا۔

بتاریخ ۱۴۸۰ء Venice اٹلی میں :

یہودیوں نے Lorenziho نامی ایک بچہ کو ذبح کر کے اُس کا خون لیا۔ پوپ بنڈکٹ چہاردہم نے اُس کو ''سینٹ'' کا لقب عطا کیا۔

بتاریخ ۱۴۹۰ء اسپین میں :

Yuce نامی یہودی نے اِس شرط پر کہ اُسے معاف کر دیا جائے، یہ اعتراف کیا کہ اُس نے اپنے شرکاء کار کے ساتھ مل کر ''کرسٹوفر'' نامی بچہ کو مذہبی مراسم کی خاطر خون لینے کے لیے ذبح کیا۔ اِس کیس میں آٹھ یہودیوں کو سزائے موت دی گئی اور بچہ کو ''سینٹ'' قرار دیا گیا۔ اِنہیں جرائم کی بنیاد پر اسپین کے بادشاہ اور ملکہ نے ۱۴۹۲ء میں اسپین سے یہودیوں کی جلاوطنی کا فیصلہ کیا۔

بتاریخ ۱۴۹۴ء Tyranan ہنگری میں :

یہودیوں نے ایک بچہ کا خون لے کر اُسے سولی پر چڑھا دیا۔ ایک بڑھیا نے اُن کے جرم کے بارے میں گواہی دی۔ مقدمہ کے دوران یہودیوں نے اِس کا اعتراف کیا کہ اُنہوں نے مزید چار بچوں کا خون اِسی طرح طبی مقاصد کے لیے حاصل کیا تھا۔

بتاریخ ۱۵۱۰ء Brandenburg جرمنی میں :

یہودیوں نے ایک بچہ کو خرید کر اُس کا خون نکالا۔ پھر سولی پر چڑھا دیا۔ مقدمہ کے دوران اُنہوں نے اعترافِ جرم کیا اور ۴۱ ریہودیوں کو سزائے موت دی گئی۔

بتاریخ ۱۶۰۳ء Verona اٹلی میں :

ایک بچہ کی لاش ملی جس کا خون بڑے فنکارانہ طریقہ پر نکالا گیا تھا، یہودیوں نے جج کو بڑی رشوت دے کر اپنی جان بخشی کرائی۔

بتاریخ ۱۶۷۰ء جرمنی میں :

ایک بچہ غائب ہوگیا جو اپنی ماں کے پیچھے پیچھے جا رہا تھا۔ وہ کنویں سے پانی لینے جا رہی تھی۔ جب یہودیوں پر شبہ ہوا تو اُنہوں نے یہ پروپیگنڈہ کیا کہ جنگلی راستہ میں بھیڑیا نے اُسے شکار کر لیا۔ تفتیش و تحقیق کے دوران جنگل میں بچہ کے جسم کے ٹکڑے ملے اور کپڑے صحیح سالم ملے جن پر خون کا دھبہ بھی نہیں تھا۔ یہ ثابت ہوگیا کہ جرم یہودیوں کا ہے اور شہر کے ایک باشندہ نے بتایا کہ اُس نے رفائیل لیوی نامی یہودی کو بچہ کو لے جاتے ہوئے دیکھا تھا۔ اُس یہودی کو گرفتار کیا گیا، اُس نے جرم کا اِقرار کر لیا اور عدالت نے اُس کو زندہ جلا دینے کا حکم جاری کر دیا۔ (جاری ہے)

دینی مسائل

﴿ نکاح کا بیان ﴾

جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے :

3 - دو مُحرموں کو نکاح میں جمع کرنا :

ضابطہ : جن دو عورتوں میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر اُن دونوں عورتوں میں سے کوئی مرد ہوتی تو آپس میں دونوں کا نکاح نہ ہوسکتا ایسی دو عورتیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ جب ایک مرجائے یا طلاق مل جائے اور عدت گزر جائے تب وہ مرد دُوسری عورت سے نکاح کرسکتا ہے۔

مسئلہ : جب تک ایک بہن اپنے نکاح میں ہے اُس وقت تک اُس کی دُوسری بہن سے نکاح دُرست نہیں۔ ہاں اگر پہلی مرگئی یا اُس کو طلاق دے دی اور عدت گزر گئی تو اَب دُوسری بہن سے نکاح دُرست ہے۔ طلاق کی عدت پوری ہونے سے پہلے بھی نکاح دُرست نہیں۔

مسئلہ : ایک مرد کا نکاح ایک عورت سے ہوا تو اَب جب تک وہ عورت اُس کے نکاح میں رہے، اُس کی پھوپھی خالہ اور بھتیجی بھانجی سے اُس مرد کا نکاح نہیں ہوسکتا۔

مسئلہ : ایک عورت ہے اور اُس کی سوتیلی لڑکی ہے۔ یہ دونوں ایک ساتھ اگر کسی مرد سے نکاح کرلیں تو دُرست ہے۔

مسئلہ : اِسی طرح دو بہنیں اگر سگی نہ ہوں ماموں زاد یا چچا زاد یا پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہنیں ہوں تو وہ دونوں ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح کرسکتی ہیں۔ ایسی بہن کے رہتے ہوئے بھی بہنوئی سے نکاح دُرست ہے۔

یہی حال پھوپھی اور خالہ وغیرہ کا ہے۔ اگر کوئی دُور کا رشتہ نکلتا ہے تو پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کا ایک ساتھ ایک ہی مرد سے نکاح دُرست ہے۔

4- رضاعت :

مسئلہ : جتنے رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دُودھ پینے کے اعتبار سے بھی حرام ہیں۔

لڑکی کا دُودھ پلانے والی ماں کے شوہر سے نکاح دُرست نہیں کیونکہ وہ اُس کا باپ ہوا اور دُودھ شریکی بھائی سے بھی نکاح دُرست نہیں۔

جس لڑکے کو عورت نے دُودھ پلایا ہے اُس سے اور اُس کی اولاد سے نکاح دُرست نہیں کیونکہ وہ اُس کی اَولاد ہوئی۔ دُودھ کے حساب سے ماموں، بھانجا، چچا، بھتیجا سب سے نکاح حرام ہے۔

مسئلہ : دُودھ شریکی دو بہنیں ہوں تو وہ دونوں بہنیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ غرض کہ جو حکم اُوپر بیان ہو چکا ہے دُودھ کے رشتوں میں بھی وہی حکم ہے۔

5- کسی کے نکاح میں ہونا :

مسئلہ : جس عورت کا نکاح کسی مرد سے ہو چکا ہو تو اَب بے طلاق لیے اور عدت پوری کیے کسی دُوسرے سے نکاح کرنا دُرست نہیں۔

6- کسی کی عدت میں ہونا :

مسئلہ : کسی عورت کے میاں نے طلاق دے دی یا مر گیا تو جب تک طلاق کی عدت یا مرنے کی عدت پوری نہ ہو چکے تب تک دُوسرے مرد سے نکاح کرنا دُرست نہیں۔

7- مرد کے نکاح یا عدت میں چار عورتوں کا ہونا :

مسئلہ : جس مرد کے نکاح میں چار عورتیں ہوں اَب اُس کا پانچویں عورت سے نکاح دُرست نہیں اور اُن چار میں سے اگر ایک کو طلاق دے دی تو جب تک طلاق کی عدت پوری نہ ہو چکے کسی اور عورت سے نکاح نہیں کر سکتا۔

8- دین کا اختلاف :

مسئلہ : کسی مسلمان عورت کا نکاح کسی کافر مرد سے جائز نہیں خواہ وہ اہل کتاب میں سے ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ : کسی مسلمان مرد کا نکاح کسی ایسی کافر عورت سے جائز نہیں جو اہل کتاب میں سے نہ ہو۔

مسئلہ : مسلمان مرد کا کسی اہل کتاب عورت یعنی یہودی یا عیسائی عورت سے نکاح ہو تو جاتا ہے لیکن بہت سی خرابیوں کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے۔ ایک دو خرابیاں یہ ہیں :

۱۔ مردوں میں عام طور سے دینداری مغلوب ہے یا سرے سے ہے ہی نہیں۔ اِس صورت میں پیدا ہونے والے بچوں پر ماں کا غلبہ ہو جاتا ہے اور بچے ماں کا دین اختیار کر لیتے ہیں۔ مسلمان باپ کی وجہ سے بچے مسلمان ہوئے لیکن بعد میں اُنہوں نے ماں کا دین اختیار کر لیا تو مرتد ہوئے۔

۲۔ خود مرد بھی عورت کے اَفکار و نظریات سے متاثر ہو جاتے ہیں اس لیے اُن عورتوں سے نکاح کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

مسئلہ : اگرچہ بعض حضرات کے نزدیک اثنا عشری شیعہ اور منکرین حدیث اہل کتاب کے حکم میں ہیں لیکن ایسی عورتوں سے نکاح کرنے میں اور بھی زیادہ خطرے ہیں کیونکہ یہ لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور لاعلمی کی وجہ سے عام لوگ بھی اُن کو مسلمان سمجھ لیتے ہیں۔

تنبیہ : بعض مسلمان بیرون ملک مثلاً تھائی لینڈ وغیرہ کسب معاش کے سلسلہ میں جاتے ہیں اور وہاں کسی مثلاً بدھ مذہب عورت کو مسلمان کر کے اُس سے شادی کر لیتے ہیں۔ پھر کچھ عرصے بعد اُس کو وہیں چھوڑ کر خود اپنے ملک مستقل واپس آجاتے ہیں۔ پیچھے وہ عورت دوبارہ کفر اختیار کر لیتی ہے اور بچے ہوئے تو وہ بھی کافر بن جاتے ہیں۔ یہ بہت سخت گناہ کی بات ہے اور اِس کا بڑا وبال ہے کیونکہ اُن عورتوں اور بچوں کے مرتد ہونے کا سبب یہ مرد بنے۔

متفرق مسائل :

مسئلہ : جب عورت کا شوہر نہ ہو اور اُس کو بدکاری سے حمل ہو اُس کا نکاح بھی دُرست ہے لیکن بچہ پیدا ہونے سے پہلے خاوند کو صحبت کرنا دُرست نہیں البتہ جس نے زنا کیا تھا اگر اُسی سے نکاح ہوا ہو تو صحبت بھی دُرست ہے۔ (جاری ہے)

عالمی خبریں

شرم کا مقام

پاکستان نے 20 سال پرانی شراب تیار کرنے کا ''اعزاز'' حاصل کرلیا

لاہور (نیٹ نیوز) راولپنڈی کے شراب تیار کرنے والے قدیم اِدارے نے اِسلامی جمہوریہ پاکستان میں 20 سال پرانی وِسکی متعارف کرانے کا فیصلہ کیا ہے۔ برطانوی خبر ایجنسی رائٹر سے بات چیت میں کمپنی کے جنرل منیجر نے بتایا کہ مالٹ وِسکی جولائی سے غیر مسلموں کو فروخت کی جارہی ہے۔ اُنہوں نے کہا چونکہ حکومت نے شراب برآمد کرنے پر پابندی لگا رکھی ہے۔ اس لیے یہ ''نایاب وِسکی'' صرف ملک میں فروخت کی جائے گی۔ قبل ازیں 8 اور 12 سال پرانی شراب فروخت کی جارہی تھی لیکن پہلی بار 20 برس پرانی وِسکی تیار کی گئی ہے جو سکاچ وِسکی کا مقابلہ کرے گی۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲ رفروری ۲۰۰۷ء)

خدا کی پناہ

''پاکستان میں اَدویات کی قیمتیں بھارت کے مقابلے میں 120 فیصد تک زیادہ ہیں''

اسلام آباد (آن لائن) وَرلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن نے اپنی 2006ء کی رپورٹ میں انکشاف کیا ہے کہ پاکستان میں زندگی بچانے والی ادویات کی قیمتیں بھارت کے مقابلے میں 400 سے 1200 فیصد زیادہ ہیں جس کی بنیادی وجہ حکومت کی 1993ء کی ڈی ریگولیشن پالیسی ہے۔ ڈبلیو ایچ او (WHO) کی حالیہ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان میں دواؤں کی قیمتیں 1993ء میں نئی ڈی ریگولیشن پالیسی کے نفاذ کے بعد 87 فیصد بڑھی ہیں جبکہ اِس پالیسی کے نفاذ سے قبل یہ قیمتیں 30 فیصد پر تھیں۔ اِس رپورٹ میں مستقبل قریب کے حوالے سے چینی اور بھارتی دواساز صنعتوں سے پاکستانی دواساز کمپنیوں کو خطرات کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ اِس سلسلے میں حکومتی کاوِشوں کو ناکام قرار دیا گیا ہے۔ اس صنعت سے چین ہر سال 20 فیصد کی برآمدات کرتا ہے جو کہ وہاں سستی لیبر زیادہ سے زیادہ منافع بخش تحقیق اور ترقی سے متعلق اِداروں کی

موجودگی اور پہلے دو سال تک کے لیے سرمایہ کاروں کے لیے محصولات کی مکمل چھوٹ ہونے کے باعث ممکن ہے۔ بھارت کے حوالے سے رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ وہاں نت نئی مصنوعات کی تیاری بہتر معیار اور بیرونی سرمایہ کاروں کے لیے دواسازی کی صنعت میں بہتر فضاء کی فراہمی، دواسازی کی صنعت میں بہتری کی آئینہ دار ہے۔ رپورٹ میں پاکستان کی کمزوریوں سے پردہ چاک کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ پاکستان کی مقامی صنعتوں سے اَدویات کی تیاری میں ضروری خام مال کی محدود مقدار میں فراہمی، درآمد شدہ خام مال پر مکمل انحصار ہی دواؤں کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ کا اصل سبب ہے۔ اِس وقت پاکستان 90 فیصد خام مال یورپ، جاپان اور چین سے درآمد کر رہا ہے۔ وزارتِ صحت کے حوالے سے کہا گیا کہ وزارت 2010ء کی صحت سے متعلقہ پالیسی پر کام کر رہی ہے جس سے صحت سے متعلقہ اُمور کو بہتر بنانے میں مدد ملے گی۔
(روزنامہ نوائے وقت ۲؍فروری ۲۰۰۷ء)

گندا جنگلی

چینی شخص کی 26 سال میں بالوں کی پہلی دُھلائی

بیجنگ (اے پی پی) چین میں 80 سالہ معمر شخص نے 26 سال میں پہلی مرتبہ اپنے بال دھوئے۔ بال دھونے میں اُس کی مدد 12 افراد نے کی۔ ذرائع کے مطابق 80 سالہ چینی شخص لیوشی یوان کے بال چھ فٹ لمبے اور اُس کی داڑھی پانچ فٹ لمبی ہے۔ گزشتہ 26 سال سے اُس نے اپنے بال نہیں دھوئے تھے۔ تاہم چند روز قبل اُس کے بیٹے، بہو، پوتوں اور ہمسایوں نے مل کر اُس کے بالوں اور داڑھی کو واشنگ پاؤڈر سے دھو ڈالا۔ لیوشی یوان کے بالوں کو دھونے میں 5 گھنٹے لگے اور فیملی سائز کے واشنگ پاؤڈر کے تین بیگ صرف ہوئے۔ لیوشی یوان چانگ چنک شہر کے مضافاتی گاؤں کا رہائشی ہے۔ اُس کے بال دھونے کا مظاہرہ گاؤں والوں نے مل کر دیکھا اور اُس اُمید کا اظہار کیا کہ لیوشی کا نام گینس بک آف ورلڈ ریکارڈ میں درج کیا جائے گا۔ (روزنامہ نوائے وقت ۵؍فروری 2007ء)

اپنی زبان اپنی شناخت

برطانوی سکولوں میں اُردو پڑھائی جائے گی

لندن (اے ایف پی) برطانوی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ عالمگیریت کے دَور میں سکول کے نوعمر طلباء و طالبات کو اُردو اور چینی (مندارن) سمیت دیگر زبانوں کی تعلیم دی جائے گی۔ سرکاری عہدیدار کے مطابق 11 سے 14 سالہ بچوں کو سکولوں میں سیکنڈ لینگویج کے طور پر زبانیں پڑھنی ہوں گی۔ تاہم بعض سکولوں نے صرف یورپین زبانیں فرینچ، جرمن اور سپینش پڑھانے کی پیشکش کی ہے۔ واضح رہے کہ پوری دُنیا میں 160 ملین لوگ اُردو اور 800 ملین افراد چینی زبان (مندران) سمجھتے اور بولتے ہیں۔ (روز نامہ نوائے وقت ۵ر فروری 2007ء)

عورت کی شانِ حجاب

بھارت میں برقعوں کی سیل میں ریکارڈ اضافہ

نئی دہلی (اے پی پی) بھارتی شہر ممبئی میں عربی طرز کے برقعوں کی فروخت نے شلوار قمیص کی فروخت کو مات دے دی۔ مقامی ذرائع سے حاصل کردہ رپورٹ کے مطابق ممبئی میں برقعوں کی فروخت میں ریکارڈ اضافہ ہوا ہے۔ بِگ بازار ریٹیل چین سٹورز کے مطابق خصوصی طور پر ڈیزائن کردہ برقعوں جن میں خوبصورت لیسوں رنگین کڑھائیوں اور موتیوں کا استعمال کیا گیا ہے، کی سیل میں خاطر خواہ اضافہ نے اُن کو حیران کردیا ہے۔ اِن برقعوں کی سیل شلوار قمیض کی سیل سے بڑھ گئی ہے۔ مرکزی ممبئی میں مذکورہ برقعوں کا سٹاک چند دن میں ختم ہوگیا اور اِتنے ہی مزید آرڈرز موصول ہو چکے ہیں جبکہ بِگ بازار کے حیدر آباد اور راجکوٹ کے سٹورز پر بھی برقعے دَھڑا دَھڑ فروخت ہورہے ہیں۔ اِن برقعوں کی قیمت 200 سے 450 روپے تک ہے۔ (روز نامہ نوائے وقت ۵ر فروری 2007ء)

اخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۱۸؍فروری کو جامعہ مدنیہ جدید کی مجلس شوریٰ کا سالانہ اجلاس ہوا جس میں تعلیمی، تعمیراتی اور مالیاتی امور پر گفتگو ہوئی، تمام امور پر ممبران نے اطمینان کا اظہار کیا اور اجلاس بخیر وخوبی مکمل ہوا، والحمد للہ۔

۲۳؍فروری کو مسجد حامد کی تعمیر کے اگلے مرحلہ کے کام کا آغاز ہوا، اس موقع پر تمام اساتذہ وطلباء نے دعاء کی۔ قارئین کرام سے بھی اِس میں تعاون اور اِس کی تکمیل اور عنداللہ قبولیت کے لیے دُعاؤں کی درخواست ہے۔

درسِ حدیث

کریم پارک اور ڈیفنس

حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب (مہتمم جامعہ مدنیہ جدید) ہر انگریزی مہینے کے پہلے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 5:00 بمقام بیت الحمد نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ میں اور ہر مہینے کے دُوسرے ہفتہ کو بعد از نمازِ عصر 5:00 بمقام X-35 فیز III ڈیفنس ہاوسنگ سوسائٹی لاہور میں مستورات کو حدیث شریف کا درس دیتے ہیں۔

خواتین کو شرکت کی عام دعوت ہے۔ رابطہ نمبر : 042 - 7726702

042 - 5027139 - 0333 - 4300199

نوٹ : سفر کے درپیش ہونے کی بناء پر درس نہیں ہو سکے گا لہٰذا کسی بھی غیر متوقع زحمت سے بچنے کے لیے مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے خواتین فون پر رابطہ کر کے درس حدیث کے انعقاد کی ضرور تصدیق کرلیا کریں۔ شکریہ

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمدللہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 5330310 - 42 - 092 - 5330311 - 42 - 092

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 7726702 - 42 - 092 - 7703662 - 42 - 092

موبائل نمبر 4249301 - 0333

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ لاہور (آن لائن)